

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دو سی اسبلی رسالتواں اجلاس

مباحثات 2014ء

(اجلاس منعقدہ 15 جنوری 2014ء بھرطابن، ریج الاؤل 1435 ہجری بر زندہ)

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقہہ سوالات۔	3
3	رخصت کی درخواستیں۔	5
4	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	6
5	بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء)۔	6
6	قرارداد نمبر 11 میں جانب شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر مال، ایکسائز اینڈ میکیشن)۔	6
7	مشترکہ ترمیمی قرارداد میں جانب عبدالرحیم زیارتواں (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔	7
7	مشترکہ قرارداد نمبر 13 میں جانب رحمت صالح بلوچ (وزیر صحت)۔	16
8	تحریک التوان نمبر 4 میں جانب محترمہ حسن بانور خشنا۔	29

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 15 جنوری 2014ء بمطابق / 13 ربیع الاول 1435 ہجری بروز بدر ہ بوقت صبح 11 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَإِنْ طَائِفَتْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتَلُوا فَاصْلِحُوهُا بَيْنَهُمَا ه فَإِنْ بَغَثْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفْئِي إِلَىٰ أَمْرِ اللّٰهِ ه فَإِنْ فَاءَتْ فَاصْلِحُوهُا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاقْسِطُوا ط إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ه إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةً فَاصْلِحُوهُا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ ه

﴿ پارہ نمبر ۲۶ سورہ الحجرات آیت نمبر ۱۹ اور ۲۰ ﴾

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو انکے درمیان صلح کرادو۔ پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے۔ پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کا خیال رکھو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو (آپس میں) سب بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو اور اللہ سے ذرتے رہا کروتا کہ تم پر رحمت کی جائے۔ وَمَا عَلِمْيَنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب اپیکر: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ویسے آپ تمام دوستوں کے نوں میں ٹریڈری پیچھر، یہ خوش آئند بات ہے کہ CM صاحب بھی دس منٹ پہلے آ کے ہاؤس میں بیٹھ جاتے ہیں اور آپ لوگ بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ اپوزیشن کی نمائندگی اس وقت نہیں ہے۔ موسم تھوڑا گرم ہو گیا لیکن اپوزیشن گرم نہیں ہوئی۔۔۔ (مداخلت) نہیں! ٹریڈری پیچھر اصول کے خلاف بات نہیں کریں ناراض ارکین کیلئے ایک دن اپیشیشن بلائیں گے۔ جتنے ناراض ارکین ہیں ٹریڈری پیچھر کی نہیں! غصہ مت کریں نا۔ میر عبدالکریم ابھی تازہ تازہ thyroid کا آپریشن کرائے آئے ہیں اللہ آپ کو سخت دل تشریف رکھیں جی۔ وقفہ سوالات۔ سوال نمبر 4 گل محمد مرزا صاحب موجود نہیں ہیں۔ سوال نمبر 22۔۔۔ (مداخلت) عبدالکریم صاحب! آپ تشریف رکھیں وہ اپنی پارٹی والوں سے تو پوچھیں نا۔ آپ پہلے اچھا اچھا! اللہ معافی دے ایسے الزامات پارلیمنٹری زیر پرنس لگائیں۔ اچھے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں بُرے لوگ بھی ہوتے ہیں۔۔۔ (مداخلت) اچھا! صحیح ہے پیٹھیں تشریف رکھیں پھر پوانت آف آرڈر پر آپ کو پورا موقع دیں گے۔ سوال نمبر 10 سردار محمد انتر مینگل صاحب کا ہے، وہ بھی موجود نہیں ہیں اور وزیر صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ میرے خیال میں جیسے کہ Leader of the House نے جو طریقہ کار کل کیا تھا، تو پھر یہ سوالات defer کرتے جائیں دوبارہ rotation میں آجائیں گے۔ مفتی گلاب صاحب بھی نہیں ہیں لیکن وزیر صاحب رحمت تو بیٹھے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحبان کیسے late ہو گئے فجر کو جاگ کر ابھی قیلولہ فرم رہے ہیں کیا؟ نہیں! گیارہ بجکر پہلی منٹ ہو گئے ہیں نا۔ بابت صاحب کو کچھ دنوں کیلئے اپوزیشن کو on-loan دے دیں۔ میرا خیال ہے وہ بیس تاریخ کے حوالے سے advance میں اسلام آباد چلے گئے ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزی (وزیر منصوبہ بنی و ترقیات): جناب اپیکر صاحب! آپ سے درخواست ہے کہ آپ اسکو rules کے مطابق چلاں گے۔ جو سوال کرتا ہے اُس کو یہاں ہونا اور جواب سننا چاہیے۔ اُس کو کسی نے بتایا ہے کہ یہ سوال داخل کرو۔ کسی ڈیپارٹمنٹ نے، اسکو موجہ بھو جھنہیں ہے اُس کو یہ بھی پتا نہیں ہے کہ جس دن میری باری ہوگی مجھے بیٹھنا پڑیگا۔ آپ مہربانی کر کے اسکو rules کے مطابق چلاں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اپیکر: تشریف رکھیں۔ ایک منٹ زیارت وال صاحب! ڈاکٹر صاحب بھی، ہم لوگ سب اکٹھے کافی عرصے سے پارلیمنٹ کا حصہ رہے ہیں۔ پہلے یہ روایت رہی ہے صوبائی پارلیمنٹ میں اور وہاں قومی پارلیمنٹوں میں بھی on behalf دوسرا سوال کر دیتا تھا۔ جب وزیر صاحب نہیں ہوتے تھے تو پھر قانون و پارلیمانی امور کے مفہوم اسکو handle کرتا تھا۔ تو سب نہیں ہیں یہ بڑا عجائب اتفاق ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور): thank you جناب اپسیکر۔ انہوں نے جو سوالات کیے ہیں۔ ایک معنی میں یہ سوالات Ex گورنمنٹ سے ہیں اسکے پلندے میرے پاس ہیں۔ صنعت میں 440 لوگ لگائے ہیں ان میں سے 340 کچھ کے ہیں۔ یہ انصاف ہوتا رہا ہے۔ پھر دوسرا جو سوال ہے۔

جناب اپسیکر: مفتی گلاب صاحب کے سوال نمبر 63 پر آجائیں وہ آگئے ہیں۔ رحمت! آپ بھی اپوزیشن کی سینی۔ مفتی گلاب صاحب سوال نمبر 63۔ اسکو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی ہے آپکا۔ اچھا سوال نمبر 63 کا جواب نہیں آیا ہے اسکو defer کرتے ہیں۔ سوال نمبر 73 ڈھن صاحب بھی نہیں آئے ہیں ہم اگلی وزارت پر چلے گئے سوال نمبر 73 زمرک خان صاحب کا ہے۔ سوالات شروع ہو گئے آپ نہیں تھے۔

انجینئر زمرک خان: میں تھوڑا late ہو گیا اس کو پڑھا ہوا سمجھا جائے۔

جناب اپسیکر: پڑھا ہوا سمجھا جائے کوئی ضمنی؟

انجینئر زمرک خان: تمیں بھی انہوں نے فسٹر صحت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ان ساروں میں انہوں نے کہا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے تمیں کیا کیا جائے؟

جناب اپسیکر: جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ رحمت صاحب! اسی سیشن کے دوران پھر جوابات بھجوادیں۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ (وزیر صحت): جی ہاں۔ پہلے کا بینہ نہیں تھی یہ پرانے سوال ہیں آزادی مل مبرکو اسی سیشن کے دوران ہم جواب دیں گے۔

جناب اپسیکر: جی ہاں یہ پرانے سوالات ہیں پھر rotation میں لے آئیں گے۔ کابینہ مکمل ہونے سے پہلے کے ہیں، ابھی کابینہ مکمل ہونے کے بعد صحت کے وزیر تیار ہیں، صحت مند ہیں اور وہ انشاء اللہ صحت مند ہوتے ہوئے جواب دیں گے۔ سوال نمبر 77 زمرک خان صاحب۔ محکمہ صحت کا، پھر وہی ہو گا۔ سوال نمبر 83 کو بھی۔ 98 کو بھی پھر اسی rotation میں لاٹینیگ۔ سوال نمبر 7 سردار محمد اختر مینگل صاحب کا ہے۔ خود موجود نہیں ہیں، لائیو اسٹاک کا محکمہ کس کے پاس ہے؟ بابت صاحب کے پاس ہے۔ سوال موصول ہو گیا ہے۔

defer کر دیتے ہیں۔ حاجی گل محمد ڈھن صاحب سوال نمبر 117 پکاریں۔ تیاری کر کے آئیں نا۔

حاجی گل محمد ڈھن: جناب اپسیکر صاحب! اس کا جواب تو موصول ہی نہیں ہوا ہے۔

جناب اپسیکر: جواب موصول نہیں ہوا ہے اسکو بھی rotation میں لے آئیں گے۔

حاجی گل محمد ڈھن: جناب اپسیکر صاحب! کابینہ تواب مکمل بھی ہے۔ چار مہینے پہلے ایک سوال میں نے دیا تھا تعلیم کے بارے میں اسکا بھی ابھی تک جواب نہیں آیا ہے انکو تو کام کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: دُمڑ صاحب! کام کرنا شروع کر دیا ہے تھوڑا آدمی حقیقت پسندی سے کام لے۔ یہ کابینہ بننے سے پہلے کے سوالات ہیں۔ اب کابینہ بن گئی ہے اس عرصہ میں اجلاس نہیں ہوا آپ تمام لوگ بلدیات کیلئے اپنے حلقوں میں چلے گئے تھے۔ بلدیات ابھی تک پوری طرح مکمل نہیں ہوئی ہیں، پھر واپس آگئے ہیں۔ اور ہم نے دن بھی پورے کرنے ہیں۔ اٹھارویں ترمیم کے حوالے سے آپکو لازمی اسمبلی کے سودن پورے کرنے ہیں سات مہینے میں پچاس دن ہوئے ہیں ابھی پانچ مہینے میں آپ نے پچاس دن پورے کرنے ہیں ایک پارلیمنٹریں ہوتے ہوئے یہی ذہن میں رکھیں۔

حاجی گل محمد ڈمڑ: آپ رولنگ دے دیں۔

جناب اسپیکر: رولنگ سیدھی ہی ہے۔ یہ سوالات rotation میں دوبارہ آجائیں گے۔

حاجی گل محمد ڈمڑ: ان کو جواب دینا چاہیے۔

جناب اسپیکر: دُمڑ صاحب! ابھی وزیر آجائیں گے پھر جواب دینے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: جناب اسپیکر! دُمڑ صاحب نے جو سوالات کیئے ہیں یا باقی دوستوں کے جو سوالات ہیں انشاء اللہ انکے جوابات آئیں گے۔ ہم انکو ensure کرتے ہیں کہ ہم انکے جوابات دینے گے۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ آخری سوال سردار اختر مینگل صاحب کا ہے جو محکمہ صنعت و حرفت سے، وہ خود موجود نہیں ہیں۔ میرے خیال اسکو بھی defer کر دیتے ہیں۔ سوالات ہوئے سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: میر سرفراز احمد بگٹی صاحب نے خبی مصروفیت کی بناء آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ ابھی سرکاری کارروائی کر لیتے ہیں۔

تحریک القوامی 4: محترمہ حسن بانو صلبہ کی ہے۔ وہ تو آئی نہیں ہیں۔ The mover is not here.

میڈم کیلئے گاڑی بھجوادی ہے پھر، اس کو defer کر لیتے ہیں۔ ابھی سرکاری کارروائی کر لیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی

جناب اسپیکر: بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2

مصدرہ 2014ء) کو پیش کیا جائے۔ لوکل گورنمنٹ منسٹر سردار مصطفیٰ ترین صاحب!

سردار مصطفیٰ خان ترین (وزیر بلدیات): میں وزیر بلدیات، بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی)

مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2

مصدرہ 2014ء) پیش ہوا۔ وزیر بلدیات اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر بلدیات: میں وزیر بلدیات تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ

قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط

کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: ترمیمی مسودہ قانون پیش ہوا۔ جو اسکے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) کو

بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا

جاتا ہے۔ سرکاری کارروائی۔ جعفر خان مندوخیل صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 11 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 11

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر مال، ایکسائز ایڈیٹریکسیشن و ٹرائنسپورٹ): شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ ایوان

صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ کوئی ثبوت، ڈیرہ اسماعیل خان

ثوب، ادھرنیں آیا ہے، میں نے لکھا ہے کہ ہائی ویز پر آئے دن ٹریفک میں اضافے کی وجہ سے حداثات میں

اضافہ ہو رہا ہے۔ الہما NHA مذکورہ روڈ پر موڑویں پولیس کی تعیناتی عمل میں لائے۔ تاکہ اضافی لوڈنگ اور

بے قابو ڈرائیونگ کی روک تھام کو یقینی بنایا جاسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 11 پیش ہوئی۔ چونکہ اس قرارداد میں ایک ترمیمی قرارداد موصول ہو چکی ہے لہذا

عبد الرحیم زیارت وال صوبائی وزیر، عبید اللہ جان بابت صوبائی مشیر امور حیوانات و جنگلات و جنگلی حیات،

آغا سید یافت علی صاحب، عبدالجید خان اچنڈی صاحب، نصر اللہ زیرے صاحب، منظور احمد کاٹھ صاحب،

ولیم جان برکت صاحب، محترمہ عارفہ صدیق صاحب، محترمہ سپوز می اچنڈی صاحب اور محترمہ معصومہ حیات صاحبہ،

اراکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محکم اپنی ترمیمی قرارداد پیش کریں۔

مشترکہ ترمیمی قرارداد

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیامنی امور، پراسیکیوشن و اطلاعات): شکریہ جناب اپسیکر! ایک قرارداد پہلے آئی تھی۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ کوئی ڈیرہ اساعیل خان ہائی وے کی ٹزوہب تک تعمیر کے بعد ٹریفک کیلئے بہت اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ اور ٹریفک کے رش میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے، لیکن ہائی ویز پر ٹریفک پولیس، چیک نظام اور پیڈکٹنڑول موجودہ ہونے کی وجہ سے ٹریفک حادثات میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے جس سے بہت سے خاندان اور گھر اجزٹ پکھے ہیں۔ اسکے علاوہ ٹزوہب سے دراز نہ تک سڑک کی حالت انتہائی خستہ اور سفر کے قابل نہیں ہے۔ ٹزوہب ڈیرہ اساعیل خان شاہراہ کے باقی ماندھے کو فوری طور پر تعمیر اور فنڈر زمہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ لہذا ٹزوہب ڈیرہ اساعیل خان شاہراہ کو ہائی ویز پولیس بلا تاخیر مہیا کرنے اور ٹزوہب سے دراز نہ تک فوری سڑک تعمیر کرنے کی استدعا ہے۔ یہ جو قرارداد ہے جناب اپسیکر۔

جناب اپسیکر: ابھی صبر کریں ناں مجھے کارروائی کر لینے دیں۔ مشترکہ ترمیمی قرارداد پیش ہوئی۔ ترتیب اس طرح ہوگی۔ جعفر خان مندوخیل کی قرارداد پہلے آچکی ہے، پہلے وہ اس پر کچھ فرمائیگے پھر زیارتوال صاحب۔ **شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر مال، ایکسائز ایڈیٹیکسیشن و ٹرانسپورٹ):** یہ ٹزوہب ہائی ویز تو خیر، ادھر جیل میں مشرف صاحب، میری عادت ہے میں صاف بولتا ہوں۔ شاید یہ سوال اور بھی نہیں بنتی مشرف صاحب کی مہربانیوں سے آپ خود اس function میں موجود تھے اُس نے اعلان کیا اور یہ بنی۔ ہمیشہ ہمارے دور میں یہ ہوا ہے کہ آمر نے کام کیا ہے۔

جناب اپسیکر: سکریٹری ڈیم والے function میں۔

وزیر مال، ایکسائز ایڈیٹیکسیشن و ٹرانسپورٹ: ہاں۔ جمہور نے نہیں آمر نے کام کیا ہے۔ پھر اسکے بعد جب مشرف گئے، پھر جو انکی ایک تردیدی کارروائی ہے، جو آگے ترمیمی کارروائی ہے یہ اُس زمرے میں آتی ہے۔ پھر پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ آئی، تا حال اسکے اوپر کوئی پیش رفت نہیں ہے، ٹزوہب سے دراز نہ تک۔ بالکل یہ صحیح ہے یہ اسی روڈ کا حصہ تھا۔ لیکن اس ایک شخص کے بدلنے کے ساتھ پھر ایک جو جمہور آیا اس جمہور میں اُس پر کام نہیں ہو سکا۔ پیپلز پارٹی کے پانچ سالہ دور میں ہم انکو یاددالاتے رہے کہ بابا! ہائی وے complete ہو گی تب ہی فائدہ ہو گا۔ بہر حال میں اس ترمیم کی بھی حمایت کرتا ہوں یہ well pointed ہے۔ لیکن جہاں تک

original یہ ہے کہ آپکے بلوچستان کی ٹریفک اس وقت دور روڈوں پر flow کر رہی ہے۔ کوئی کراچی۔ یہ ہمیں دو صوبوں کے ساتھ ملاتی ہے۔ دوسرا کوئی ٹریفک، ڈیرہ اسماعیل خان کے راستے آپ 12 گھنٹے میں لا ہو، اسلام آباد اور پشاور بھی جاسکتے ہیں۔ جس سے ڈیزیل کی بچت بھی ہوگی اور دوسرے جواہرات ہیں انکا اسلام آباد اور پشاور بھی جاسکتے ہیں۔ اس سے ڈیزیل کی بچت بھی ہوگی اور دوسرے جواہرات ہیں انکا security-wise most-secure ہے۔ ابھی ہم لوگوں کے وقت میں ٹریفک روڈ پر ایک دو واردا تین ہوتی تھیں۔ اسکو otherwise most secure روڈ سمجھا جاتا تھا۔ اور ٹریفک، قلعہ سیف اللہ کے علاقے میں بھی اس طرح کے ایک دو واقعات ہوئے ہیں۔ تو اس وجہ سے ٹریفک کی تمام flow اس پر ہو گئی ہے۔ اور اس پر ٹریفک ایسی بے قابو چل رہی ہے جتنی اموات اس روڈ پر ہو رہی ہیں میرے خیال میں اس وقت بلوچستان کی کسی اور روڈ پر نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ روڈ پرانی جو 20 میل سپیڈ کے حساب سے بنی ہوئی ہے آج سو میل سپیڈ کے حساب سے یہ استعمال ہو رہی ہے۔ اسکو کوئی سمجھ نہیں سکتا اس وجہ سے گاڑیاں کلٹی ہو جاتی ہیں۔ ہمارے بشر دوست مرحوم خدا اسکو بخشنے، اسی روڈ پر اسکی گاڑی بھی کلٹی ہو گئی تھی جو بالکل permanently back-bone-problem ہو گیا وہ اٹھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس طرح تمام ٹریفک انتہائی خراب حالت میں ہے۔ جب تک اسکو کسی چین میں نہیں کریں گے کوئی اسکو control نہیں کر سکتا۔ پرانشل گورنمنٹ own ہی نہیں کرتی ہے چونکہ یہ نیشنل ہائی وے ہے۔ پرانشل گورنمنٹ کے پاس ہائی ویز کو پولینگ کیلئے یا ٹریفک کنٹرولنگ کیلئے کوئی سسٹم نہیں ہے یہ نیشنل ہائی ویز کے زمرے میں آتی ہے۔ اسکو فوری طور پر بلکہ نگران ڈور میں بھی اسکے اوپر کام ہو گیا تھا اسکو موڑوے پولیس بھی provide کر دی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ نگران ڈور کے ہے بس وہ کھینچتے گے یہ مرحلہ وہ حیلے بہانوں سے گزار چکے ہیں۔ لیکن مجھے خود پتا ہے میرا کزن مواصلات کا ملٹری خاؤس نے اسکیلی کہ بھئی! it's dangerous road! provide کی جائے تاکہ ٹریفک کا نظام صحیح طور بحال ہو سکے۔ لیکن پھر موجودہ گورنمنٹ آئی definitely اپنی ترجیحات ہوتی ہیں یا اُتنی اہمیت نہیں دے سکی ہے۔ تو آج اسٹبلی کے through یہ چیز ہم move کر رہے ہیں کہ بلوچستان کی یہ جمہوری اسٹبلی ہے اس کے through یہ rotate ہو۔ یا تو ہم جائیں کوئی ہمارے اوپر ذاتی احسان کرے وہ الگ بات ہے۔ کیونکہ عوامی نوعیت public کا کام ہے، ذاتی حیثیت میں کوئی ہم کوشیداں اس پر oblige بھی نہیں کریں۔ تو یہ آج اسٹبلی کے through میں کر رہا ہوں کہ یہ انتہائی ضروری ہے۔ اسکے مساوا دوسری روڈز بھی ہو گئی، اُنکے لئے اگر کوئی ممبر صاحب تجویز لانا چاہتے ہیں ہمیشہ قرارداد original شکل میں جائے۔ آپ سینٹ کے چیز میں بھی رہے ہیں Now you are Speaker اور میری یہ ساتوں اسٹبلی ہے۔

اگر اس قرارداد کی اہمیت ترمیمات سے کم ہوتی ہے۔ لہذا اگر دوسری روڑوں کو include کرنا چاہتے ہیں definitely یہاں ممبران ہر علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اس طرح کے معاملات وہاں بھی ہونگے۔ تو میری پھر ان سے request ہے کہ بجائے اس قرارداد کو کلپ کر کے ضائع کرنے والا معاملہ سے بہتر ہو گا کہ وہ اُسکے لئے separate move کریں۔ تو یہ میری ایوان اور اسمبلی سے request ہے، اسپیشلی چیف منٹر صاحب سے یہ خصوصی request ہے کہ وہ ان مسئللوں کو اسلام آباد میں اُٹھا لیں کہ بھی! بلوچستان کے سواباتی تینوں صوبوں میں موڑوے پولیس ہے لہذا ادھر بھی ہو یہ بھی اسی ملک کا حصہ ہے۔ ادھر بھی کم از کم ایک دور روڑوں پر تو مثال قائم کر دیں بقایا بعد میں ہوتا رہیگا。 Thank you very much.

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ movers میں سے کوئی بولنا چاہتا ہے؟

ڈاکٹر حامد خان اچکزی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! آپ mover ہیں؟ نہیں ہیں تو پھر movers کو بولنے دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: قرارداد کے متعلق ریکارڈ کی درستگی کیلئے، self-explanation

جناب اسپیکر! انہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان، ثواب، کوئٹہ روڈ کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی ریکارڈ کی درستگی کیلئے کہا کہ

”آمر نے اسکو بنایا اور جمہور نے نہیں بنایا“۔ پتا نہیں شتر صاحب کا یا کسی اور کاشور ہے:

ع منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

نبیشل اسمبلی میں ان تمام ہائی ویز پر، ڈیرہ اسماعیل خان، ثواب، کوئٹہ، آخری بار جب میں یوسف رضا گیلانی کے پاس گیا call-attention پر، میرا جو تھلیا پانچواں call-attention تھا۔ اُس نے کہا ”ڈاکٹر اگلی دفعہ اگر آپ آئے میں انکار کرو گا“۔ میں نے کہا جب تک یہ رُک تعمیر نہیں ہو گی، اسکے bridges پر کام نہیں شروع ہو گا اُس وقت تک میں، تین چار سال مسلسل خواری کے بعد اُس پر آئے۔ تو یہ اور بات ہے کہ جب حضرت مشرف صاحب آئے یہ اُسکے پاس پڑا تھا۔ دوسرا انک، ثواب، بوسٹان ریلوے کو broad-gage بنانے کیلئے یہ one point ایجنسٹ پر ہم لوگوں نے decide کیا۔ ادھر کوئٹہ میں ریلوے اسٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ کی اور ایک میٹنگ پشاور میں کی۔ defence-line کی وجہ سے، سب سے زیادہ important road ہمارے لئے چونکہ ہماری defence-line وہ تھی۔ جموں الرحمن کمیشن میں بھی اسکا ذکر ہے۔ تو بھی!

defence-line ادھر ہے، دو منٹ میں آپکے طیارے بمباری کرتے تھے۔ تو اسکا alternate پشتونخواہی

عوامی پارٹی نے ادھر تجویز کیا یہ بھی approve ہوا تھا۔ مشرف صاحب نے اسکا بھی اعلان کیا۔

ہم موجودہ فیڈرل گورنمنٹ سے یہ request کرتے ہیں کہ ہماری روڈ توبنگی ہماری ریلوے لائن بھی بچھائی جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ زیارتوال صاحب! کسی خاتون mover کو موقع نہیں دیں؟ عارفہ صدیق صاحبہ! movers میں سے کوئی خاتون اس سلسلے میں کچھ بات کرنا چاہیں، خواتین کو بھی بولنے دیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات): میں بات کروں اُسکے بعد۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب! خواتین کا بھی cover-up کرنے لگے ہیں۔ چلیں جی، بولیں۔ بی بی لوگ! جب آپ دستخط کرتے ہیں نال پھر آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ کوئی فرارداد پر دستخط کئے تھے پھر آپ تیاری کر کے آئیں۔ جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: جناب اسپیکر! جو فرارداد جعفرخان صاحب لے آئے ہیں یہ آپ کی صواب دید پر ہے، اگر آپ اسکو اس سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں تو میں علیحدہ کر کے اسکو منظوری کیلئے آپکے سامنے رکھتا ہوں۔ اور اگر اسکے ساتھ کلب کرنا چاہتے ہیں تو دونوں ایک ساتھ مل کے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ایوان میں ہم رہے ہیں جعفرخان صوبائی اسمبلی کے مسلسل ممبر ہے ہیں۔ لیکن روڈ جس وقت شروع ہوئی تھی جناب اسپیکر! نواب صاحب سینٹ کے ممبر تھے اور ڈاکٹر حامد خان قومی اسمبلی میں کئی مرتبہ اسکو اٹھا چکے ہیں۔ یہ ہمارے صوبے کو خیر پختونخوا اور پنجاب کے ساتھ ملانے کی ایک اہم ترین شاہراہ ہے۔ تو جناب اسپیکر! پھر یہ سلسلہ چلتا رہا کام پھر کرس کے وقت میں شروع ہوا؟ اور وہ اسکے لئے جو X بانا چاہتے تھے وہ کیا تھا کیا نہیں تھا؟

وزیریاں، ایکسائز ایڈیٹسیشن و ٹرانسپورٹ: پوائی آف آرڈر جناب اسپیکر! یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے اسکو حذف کیا جائے یہ کسی سے برداشت نہیں ہوتا۔ آپ اسکا گواہ ہیں مشرف نے ٹوب میں اعلان کیا تھا۔ وہ قرارداد آئی تھی، فلاں آیا تھا۔ قرارداد ہم نے سوپیش کئے ایک عمل ہوا ہے؟ لیکن ڈاکٹر نے بڑے اچھے تمیز والے انداز میں کیا۔ میں سمجھتا ہوں X بانا یہ کوئی پارلیمانی زبان نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: بس جی! اسکو ہم کارروائی سے حذف کرواتے ہیں۔

وزیریاں، ایکسائز ایڈیٹسیشن و ٹرانسپورٹ: اُسمیں آپ اور اس اسمبلی کے دوسرے ممبران بیٹھے ہوئے تھے ☆بحکم جناب اسپیکر X غیر پارلیمانی لفظ کارروائی سے حذف کر دیا گیا۔

جو اعلان ہوا۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: جو زبان جعفر خان نے استعمال کی یہ کوئی پارلیمانی زبان ہے؟ اُسکو ہم جانتے ہیں جعفر خان۔

وزیر مال، ایکسائز اینڈ شیکسیشن و ٹرانسپورٹ: انکی contribution کا میں کسی کو deny نہیں کرتا ہوں۔ میرے ماسوس سب لوگوں نے بولا ہوگا، اُس چیز کو میں کبھی deny نہیں کرتا ہوں۔ لیکن میرے بارے میں جب کوئی ایک لفظ استعمال کیا جائے، تھوڑا یہ دیکھا جائے عبدالرحیم صاحب! آپ نے تو دو اسمبلیاں دیکھی ہیں میں نے تو اس پورے system کو دیکھا ہوا ہے۔ اسمبلی کا اگر ہم خود وقار نہیں رکھیں گے کوئی باہر سے آکر کے ہمیں dictate نہیں کریگا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: جی جی، ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا کسی کے بھی ہوں، بلوچستان کے فائدے کی کوشش ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: جناب اسپیکر! ہم روایات رکھنے والے لوگ ہیں، میں روایات جانتا ہوں۔ یہ ایک آمر کی جو صفت کرنے گے پھر اس پر وہ سنیں گے بھی۔ ایک ایسا آمر جنہوں نے پاکستان کے آئینے کو یوں کونے سے کڈکر پھینکا تھا۔ آج اس پر غداری کے الزمات ہیں۔ آپ میرے سامنے اُسکو ہیرہ قرار دے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: بس ابھی قرارداد پر آ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: نہیں ہوگا امن، یہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں آج یہاں بیٹھے ہیں۔۔۔ (مداخلت)

وزیر مال، ایکسائز اینڈ شیکسیشن و ٹرانسپورٹ: ہم ساری اسمبلی اُسکا حصہ ہے ہیں سوائے دو پارٹیوں کے۔ یہ تو ایک تاریخ ہے۔۔۔ (مداخلت - شور)

جناب اسپیکر: دونوں وزیر صاحب ہیں۔ میرا خیال ہے آرام صبرا اور حوصلے سے ایک دوسرے کو سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: جناب اسپیکر! ابھی اسکو سنا پڑیگا۔

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں، آپ تو مزے لیتے ہیں مولوی صاحبان لیکن یہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: آپ لوگ مزے لیں جناب اسپیکر! آپ سن لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں زیارت وال صاحب! آپ قرارداد پر آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پرنسپکیوشن و اطلاعات: میں قرارداد پر آتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میں اور وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں دو پارٹیاں جنہوں نے تاریخ کے کسی بھی لمحے میں کسی بھی آمر کی حمایت نہیں کی ہے ہمارے سامنے تاریخ نہ رکھیں۔ جناب اسپیکر! سپریم کورٹ نے یہ ثابت کر دیا اور فیصلہ دے دیا کہ جتنے آمر آئے ہیں، غلط رہے ہیں، غلط حکمرانی ہوئی ہے۔ جنہوں نے یہاں و ان یونٹ بنایا تھا، وہ غلط تھی۔ ہم تو وہ لوگ تھے جو جیلوں میں جا رہے تھے ہم نے اس پرسزا میں بھگتی ہیں۔ ہم تو جمہوریت کیلئے مارکھا کے یہاں تک پہنچے ہیں، ہم نے آموں کا ساتھ نہیں دیا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ قرارداد پر آجائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پرنسپکیوشن و اطلاعات: تو جناب اسپیکر! اُسکو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ہماری قرارداد ہے ہماری شاہراہ ہے۔ اور اس شاہراہ پر جعفر خان کے بیانات میں آپکو دکھان سکتا ہوں کہ ژوب جاتے ہوئے آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ یہی شاہراہ ہے اسی کی تعمیر کیلئے ہم چیختے تھے۔ وہاں پیوند کاری کہتے، اُسمیں شاہراہ منظور ہوئی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس شاہراہ کا کچھ حصہ رہ گیا ہے جناب اسپیکر! اس شاہراہ پر بہت سے حادثات ہوئے ہیں جن میں خاندان کے خاندان ملیا میٹ ہو گئے ہیں۔ دو مہینے پہلے اسی شاہراہ پر ایک بس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا جو وہاں سے آ رہی تھی جس میں ہمارے پندرہ اسٹوڈنٹس شہید ہو گئے تھے۔ تو جناب اسپیکر! ہم تو چاہتے ہیں کہ پولیس کا جو کنٹرول سسٹم ہے اس شاہراہ کو پولیس ٹریننگ کنٹرول سسٹم دیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! یہاں سے ژوب 200 میل ہے جتنا ٹائم یہ لیتا ہے اور ژوب سے آگے درازندہ تک 100 کلومیٹر کچھ کم زیادہ ہو گئے، اتنا ہی ٹائم لے لیتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! میری گزارش ہے کہ اُس نکٹرے کو جک کا کچھ حصہ ہمارے صوبے میں آ رہا ہے کچھ خیر پختونخواہ کے حصے میں۔ میں خیر پختونخواہ کے وزیر اعلیٰ اور سینئرنٹر سے بھی ڈاکٹر عبدالمالک کے سامنے request کر چکا ہوں کہ آپ اور ہم اس چیز کو اٹھاتے ہیں۔ ہماری طرف سے بھی یہ بنے، دونوں NHA کے پاس جاتے ہیں ان سے request کرتے ہیں کہ اسکو complete کریں۔ تو آج کی جو صورتحال ہے جناب اسپیکر! میں آپکو بتاتا ہوں سب سے زیادہ رش اس روڈ پر ہے اور روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ ہموار راستہ ہے اور دوسرے راستوں کے مقابلے میں ٹھنڈراستہ ہے۔ جناب اسپیکر! اور آپکی excess پنجاب کو بھی انڈس ہائی وے تک آپ پہنچ جاتے ہیں۔ پھر پنجاب، خیر پختونخواہ کی طرف جہاں آپ جانا چاہیں آپکے لئے راستے کھلے ہیں۔ تو اس نکٹرے کو جو ابھی تک نہیں بنائے۔ میری صرف اتنی سی گزارش ہے صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے ایک معنی میں ہم وہاں

میٹنگوں میں کہہ چکے ہیں لیکن رسمی طور پر ایک قرارداد بھی جائے اور ان سے ہماری request کے اسکی تغیر ہو۔ اسکے علاوہ کوئی، چمن شاہراہ، کوئی، کراچی شاہراہ، کسی بھی شاہراہ پر پولیس ٹرینک کنٹرول سسٹم نہیں ہے۔ یہ سسٹم ہماری تمام شاہراہوں پر دیا جائے تاکہ ٹرینک کنٹرول ہو۔ جناب اسپیکر! جو حادثات ہوئے ہیں اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پولیس ٹرینک کنٹرول سسٹم نہیں ہے۔ تو جعفرخان کا یہ لکھتے بہت valid ہے اسکی میں حمایت کرتا ہوں اسکو اگر آپ علیحدہ سے منظور کرتے ہیں تو بھی ٹھیک ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ جو لوگوں ابھی تک تغیر نہیں ہوا ہے اسکی تغیر کیلئے دوستوں سے، ایوان سے request کرتا ہوں کہ صوبے کے بہتر مفاد میں دونوں قراردادوں کو یا علیحدہ ایکی منظوری دیں تاکہ یہ شاہراہ مکمل ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! آپ mover نہیں ہیں نا۔ میں اور C.M صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بالکل قوانین کے مطابق چلیں گے۔ نہیں محکیں کو بات کرنے دیں۔ The movers have to talk on it. میرا خیال ہے آگے بڑھیں۔ نصراللہ صاحب! بہتری اسی میں ہے کہ ترمیم کے ساتھ دونوں قراردادیں ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں اس پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ہاں بیشک بولیں آپ mover ہیں۔

انجینئر زمرک خان: جناب اسپیکر! میں اسیں تھوڑی سی ترمیم لانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ترمیم تو پھر آپ کوئے سرے سے دینی پڑیں گی نا۔ میں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک منٹ زمرک خان صاحب! آپ تشریف رکھیں نصراللہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب! مجھے بالکل یاد آتا ہے کہ آپ کی NHA's کے سلسلے میں اسلام آباد میں میٹنگیں ہوئی ہیں۔ اُن میں پورے بلوچستان کی highways کے مسئلے اٹھے ہیں۔ میں صرف اُن repeat highways کا take-up کر دیتا ہوں جو problems ہیں، جو آپ نے ضرور کیئے ہوں گے۔ کوئی، چمن کا ذکر ہو رہا ہے۔ کوئی، کراچی کا۔ کوئی، لورالائی، ڈی جی خان کا نہیں ہوا، وہ آپ ذہن میں رکھیں۔ جی ایک منٹ ٹھہریں نا۔ زیارت provincial highways کی بات ہو رہی ہے۔ کوئی، ڈوب، ڈی آئی خان اور کوئی، تفتان۔

انجینئر زمرک خان: کوئی چمن روڈ بھی ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی، چمن کامیں نے ذکر کیا ہے۔ اسکے علاوہ ڈاکٹر صاحب! آپ کو گودار، رتوڈریو کا بھی

کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان): جناب اسپیکر ایک عرض کروں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

قائد ایوان: sir میرے خیال میں پوائنٹ آف آرڈر پر جو ہمارے معزز رکن روڈز کے حوالے سے بولیں گے میں انکا جواب دے دوں گا، اگر اسکو اس سے الگ رکھ لیں۔ ابھی جو قرارداد ہے اسکو اسکے مطابق proceed کر لیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر سردار صاحب بولنا چاہتے ہیں یا زمرک خان ہم اسکی تفصیلات کا جواب دے دینے کے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر صاحب! میں اس قرارداد پر کچھ بولنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں آپ please بولیں، قرارداد کے movers بول سکتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: جناب اسپیکر! آپ نے روڈوں کے نام لیئے اُسمیں ایک رکھنی، سبی روڈ ہے۔

جناب اسپیکر: وہ provincial ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: جی نہیں، اُسکو بھی NHA بنا رہی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں! وہ بنا رہی ہے میرے خیال میں provincial subject ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں، provincial subject نہیں ہے یہ مرکز کا ہے۔ جو بن چکی ہے وہ بھی بالکل بتاہ حال ہے اور اسکا گلائٹر اباقی ہے۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے، ڈاکٹر صاحب! اُس پر جواب دے دیں گے۔ جی نصراللہ زیریے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! آپ کا شکر یہ کہ آپ نے مجھے اس بہت ہی اہمیت کی حامل قرارداد پر جو تم لائے ہیں، بولنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! یقیناً ہمارا صوبہ رقبے کے لحاظ سے بہت وسیع ہے۔

اور کیمپنیکیشن رسپل ور سائل کا جو نظام ہے اُسمیں یقیناً ہم ignore ہوتے رہے ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر حامد خان اچکزئی نے کہا کہ جب وہ 93ء میں قومی اسمبلی کے رکن تھے۔ تو اس وقت اس پر باقاعدہ کام شروع ہوا۔ نواب ایاز جو گیزئی صاحب اُس وقت ایم این اے تھے۔ بعد میں اس روڈ کی منظوری ہوئی۔ اور یقیناً یہ روڈ اب قلعہ سیف اللہ سے ٹوپ ب تک complete ہو رہی ہے اور کوئٹہ سے مسلم باغ، مسلم باغ سے پھر قلعہ سیف اللہ تک یہ روڈ پا یہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح نیشنل ہائی وے اتحارٹی کی جو ذمہ داری تھی، قلات سے کوئٹہ، پھر

کوئٹہ چمن شاہراہ وہ بھی اب تک مکمل نہیں ہوئی ہے۔ اسی طرح لورالائی سے رکھنی تک، رکھنی سے پھر فورٹ منرو تک جو شاہراہ ہے، اُس پر روزانہ ہزاروں لوگ سفر کرتے ہیں اور زمیندار اپنی سبزیاں وغیرہ پنجاب لے جاتے ہیں لیکن 15 سال سے اُس روڈ کی تعمیر نہیں ہوئی ہے جو کسی الیہ سے کم نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! جب اس شاہراہ کی تیکمیل ہوئی، بالخصوص کوئٹہ سے قلعہ سیف اللہ پھر قلعہ سیف اللہ سے ٹوپ تک یہاں جو حادثات ہوئے ہیں۔ اُس سے پہلے خضدار کی شاہراہ جس پر بہت حادثات ہوئے۔ موڑوے ہائی وے پولیس کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے ان حادثوں میں بہت ساری قیمتیں جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ جناب اسپیکر! یقیناً ہم اسکا حق رکھتے ہیں کہ کم از کم ہم نیشنل ہائی وے اخواری سے یوچیس کامنہوں نے اس حوالے سے کیوں اقدامات نہیں اٹھائے؟ سب سے پہلے یہاں انہوں نے ہائی ویزٹر یونیورسٹی پولیس کی تینیں ممکن نہیں بنایا؟ اسی طرح کوئٹہ چمن شاہراہ یہ انٹرنیشنل شاہراہ ہے اس پر ہزاروں گاڑیاں چلتی ہیں لیکن آپ اس کی حالت دیکھیں آپ جنگل پر علی زمی جائیں اور کوئٹہ، سرانان وہ بھی اُس طرح کی شاہراہ نہیں بنائی گئی ہے جس طرح ایک standard شاہراہ ہوتی ہے ایک عام سی روڈ لگ رہی ہے۔ حالانکہ ایک standard انٹرنیشنل شاہراہ ہے۔ اسی طرح ڈریکو ٹرک ہے ایک ہفتہ پہلے جب یہاں تھوڑی سی برف باری ہوئی تو وہ شاہراہ بند رہی۔ اگر اس طرح کا موسم ہو تو ہفتوں وہ شاہراہ بند رہتی ہے۔ لاکھوں کی آبادی کا کوئٹہ شہردار الخلافہ سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کی جتنی بھی اہمیت بیان کروں کم ہے۔ لہذا میں اس ایوان کے توسط سے نیشنل ہائی وے اخواری اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ جلد از جلد، بالخصوص کوئٹہ، مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ، ٹوپ اس شاہراہ پر ہائی وے پولیس کی تینیں ممکن بنائیں۔ اور یہ بھی سُن کر آپ حیران ہو گئے کہ آپ کی ہائی ویزٹر پولیس کے ڈی آئی جی کا آفس حب میں ہے اور وہ جا کر کر اپنی میٹھتا ہے۔ ڈی آئی جی اس صوبے کی ہائی ویز کا لیکن وہ بیٹھتا کر اپنی میں ہے۔ لہذا اسکو پابند کیا جائے کہ اُس کا ہیڈکو ارٹر کوئٹہ میں ہو۔ وہ روزانہ ان تمام شاہراہوں کی دیکھ بھال کروائیں۔ اور قرارداد میں دراز نہ رود کا بھی ذکر ہے، اُسکی تیکمیل کو ممکن بنایا جائے اور چمن شاہراہ کو بھی فی الفور مکمل کیا جائے۔ اسی طرح لورالائی، رکھنی روڈ اور فورٹ منرو شاہراہ کی تیکمیل کو بھی ممکن بنایا جائے۔ لہذا میں ایوان سے پُر زور اپیل کرتا ہوں، تمام معزز اکیں سے کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کریں۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 11 مشترکہ ترمیمی قرارداد کی شکل میں منظور کی جائے؟ قرارداد ترمیمی شکل میں منظور کی جاتی ہے۔ اور بات ادھر ختم نہیں ہوئی پھر ڈاکٹر صاحب سے میں request کروں گا پورے بلوچستان کے سلسلے میں تھوڑا confidence میں لیں، جو آج تک ادھر اسلام آباد میں اُنکی لڑائیاں ہوتی رہیں۔

بیں۔ اور میری یہی خواہش کوشش بھی ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہر وقت ہاؤس کو اعتماد میں لیں جیسے لے رہے ہیں ”کہ جی! اس میئنگ میں گیا تھا یہ کراکے آیا ہوں یہاں رکاوٹ ہے“۔ یہ ساری چیزیں کرتے رہے کہ پورے ایوان کو پتا ہو۔ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب! آپکی، میر امان اللہ نو تیزی، ڈاکٹر شمع احراق بلوچ، پینڈری بلوچ، میں نے ان سے کہا ”کہ پینڈری کو آپ نے handy کیا ہوا ہے“۔ کہتا ہے ”چھوٹی عمر میں یہی نام رکھا تھا“۔ ارکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 13 پیش کریں۔

رحمت بلوچ صاحب!

مشترکہ قرارداد نمبر 13

جناب رحمت صالح بلوچ (وزیر صحت): thank you جناب اسپیکر صاحب۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالیہ کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ صوبہ بلوچستان ملک کے گل رقبہ کا 46 فیصد پر محیط اور سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ہر ضلع دوسرے ضلع سے سینکڑوں کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جسکی وجہ سے قومی اسمبلی کے نمائندوں کی غریب عوام تک رسائی نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا صوبہ بلوچستان کی پسمندگی اور اپنے حقوق سے محرومی اور غربت کو منظر کھلتے ہوئے ہر ضلع کی سطح پر قومی اسمبلی کی ایک نشت و ضع کیجاۓ تاکہ صوبے کے عوام میں پائی جانے والی ماہیوں اور محرومیوں کا ازالہ ہو سکے۔

جناب اسپیکر: جی ایک منٹ تشریف رکھیں۔ اس 46 فیصد کو ذرا درست کرایجھے گا کیونکہ یہ سرکاری قرارداد ہے اسلام آباد جائیگی اسکے facts and figures بالکل صحیح بھیجھے گا۔ ہماری کو سٹ لائن 42.7 تھی بعد میں پتالچلا کہ یہ تھوڑی بڑھ گئی ہے جو وفاق نے چھپائی ہوئی تھی ظاہر ہو گئی وہ بھی اسمیں شامل کریں۔ مطلب 46 کو آپ 43 کر لیں کیونکہ یہ سرکاری قرارداد ہے اسکی اُدھر بڑی اہمیت ہو گی۔

وزیر صحت: جی sir۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 13 پیش ہوئی اس پر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ آپ محکم نہیں ہیں زیارتوال صاحب! آپ اس میں ترمیم کر لیں جیسے آپ کہیں آپ ٹریٹری بختر کی طرف سے آئی ہے سرکاری قرارداد ہے۔ جی۔

وزیر صحت: ایک suggestion ہے زیارتوال صاحب! اسکو پھر ترمیم میں کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان: ہمارے ایک ڈسٹرکٹ میں تین ایم پی اے کی سیٹیں ہیں۔ اور ایک ایک ڈسٹرکٹ پروہ

بن رہی ہیں۔ آپ پہلے ڈسٹرکٹ بنا کیں اُنکے بعد اسمبلی کی سیٹیں بڑھا کیں۔ ہماری تین سیٹیں ہیں لپشین کی تین سیٹیں ہیں ایک ایک ڈسٹرکٹ پر یہ تو ہمارے ساتھ ظلم ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ درخواست ہے کہ آپ پہلے ضلعوں کو بڑھا کیں پھر ان پر دے دیں۔

وزیر صحت: میں ایک دفعہ اپنے point of view پیش کر دوں پھر آپ لوگ comments دیں۔ میں نے ابھی تک کچھ نہیں کہا ہے اتنے تو میرے جمہوری حقوق ہیں بھتی۔

جناب اسپیکر: ہاں اسکو ذرا رُست کر لیں۔ جی بیٹھیں۔ رحمت بلوچ صاحب! بات کر لیں پھر بعد میں آپ اسکو لا کیں ترمیم کی ضرورت پڑی تو کر لینے۔ ٹریئری بخز مشترکہ پارلیمنٹری گروپ آپس میں بیٹھ کر کر لیں۔ جی رحمت بلوچ صاحب! کچھ کہیں۔

وزیر صحت: شکریہ جناب اسپیکر! actually یا ایک genuine مسئلہ ہے۔ میرے خیال میں اس پر ہم کسی نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی ہے، جو اہم ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ہر وقت یہی شور شربا یا احتجاج و فاقی حکومت سے۔ بلکہ سابق صدر کا ایک statement بھی آیا تھا کہ گزشتہ بلوچستان گورنمنٹ نے بلوچستان اسمبلی سے کوئی ایسی قرارداد ہی پاس نہیں کی جس پر ہم لوگ نظر ثانی کرتے یا لوگوں کی مایوسی دور کرتے۔ تو اس سبجے سے ایک suggestion ہے ایک proposal ہے۔ اسکو پھر ترمیم کی شکل اختیار کرنا ہے یا کس طرح کرنا ہے؟ بلکہ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جو علاقے، جتنے دور دراز حلقة ہیں۔ میں اپنے حلقة کی بات کرتا ہوں۔ صرف خاران اور واشک 48 thousand square kilometers پر محیط ہیں میرے خیال میں فٹا اس کا آدھا نہیں بتا۔ تو اسی طرح ہم تمام ضلعوں کو اگر لے لیں۔ تو میرے قوی اسمبلی کا جو ممبر ہے اُس نے پانچ سال میں ایک single visit بھی نہیں کر سکا یہاں سے واشک اور وہاں سے ماشکل تک پہنچنے میں اسکو سات دن لگتے ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے جناب اسپیکر! بلوچستان میں احساسِ محرومی اور لوگوں کے لئے زندگی کی بنیادی ضروریات ناپید ہیں۔ اور ہم یہ کہتے ہیں ”کہ جی ہم لا ٹائیں گے“ اور لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے یا ان تمام علاقوں کی ترقی کیلئے جو زیادہ پسمند ہیں، اقدامات کریں گے۔ اس سے واحد راستہ یہ نہیں کہ ہم سیٹوں کو بڑھا کیں؟ ہماری نمائندگی وفاق میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ قوی اسمبلی میں بلوچستان کے 14 ایں ایز اگر کسی کی جماعت نہیں کریں تو انکو کوئی فرق پڑیگا؟ نہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح این ایف سی میں بلوچستان کی پسمندگی اور رقبے کو ملاحظہ کرنے ہوئے اُسکی ہم demand کر رہے ہیں کہ ہمیں 33% دیا جائے تاکہ صوبے کو ہم cover کر سکیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ

ایک ایم این اے کو، بابت لالہ ہمارے advisor کے Livestock and Environment وہ ساتھ تھے۔ جناب اسپیکر! ہم لوگ یہاں سے تفتان گئے وہاں ہم نے صرف زیر و پوائنٹ کا visit کیا جو انٹریشنل بارڈر ہے۔ جو immigration ہے لوگ زیر و پوائنٹ سے روزانہ کے basis پر تین ہزار سے پانچ ہزار بندے اس طرف سے اُس طرف جاتے ہیں جو ایک import، export کا کاروبار ہے وہاں کوئی shade نہیں ہے نہ waiting room ہے جو کہ وہ ایم این اے اگر دے سکیں۔ Boundary wall بھی ایران کی طرف سے ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک انٹریشنل بارڈر پر immigration کا نظام ہے وہ روڈ بالکل تباہ حال ہے۔ تو ایم این اے صاحب سے جب رابطہ کیا تو اس نے کہا کہ ”مجھے ایک کروڑ روپے فنڈ ملا ہے کوئی کے زڑخو سے لیکر کچلا ک اور سریا ب سے لیکر نوشکی، نوکنڈی، چاغی، دلبندین اور تفتان، اس پھیلی ہوئی سر زمین پر میں کہاں خرچ کروں؟“ تو same اسی طرح بلیدہ سے لیکر گوادر تک اسی طرح نصیر آباد کے حلقے اور زوب ڈویژن۔ تو میں اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس resolution کو ہم مقام دعا مانہ کے تحت پاس کریں۔ آج ہمارے لوگ مایوسی کا شکار ہیں اُس مایوسی کو دور کرنے کیلئے کم از کم وفاقی حکومت کو ایک suggestion جائیگی کہ جی ہماری یہ proposal ہے۔ آج جس طرح بھی ہو ہماری سیٹوں کو بڑھایا جائے تاکہ ہم اپنی سر زمین، ساحل اور وسائل کی نمائندگی صحیح معنوں میں کر سکیں۔ ہمارے resources کو نمائندگی کی ضرورت ہے جو ہم پر خرچ ہوں ان چیزوں کو ہم یقینی بنائیں۔ تو اس حوالے سے میں اس ایوان تمام آنریکل ممبرز ٹریئری پنچ اور اپوزیشن پنچ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ میں اس پر support دیں اور اس resolution کو پاس کریں۔

جناب اسپیکر: جی شیخ اسحاق صاحب mover ہیں۔۔۔ (مدخلت) زمرک خان صاحب! آپ mover نہیں ہیں تو میں کیسے سُفون آپ mover ہوتے تو میں بالکل سُفنا۔ آپ پھر بعد میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ مسئلہ اٹھائیں ابھی تو second mover ہے اسکے بعد گورنمنٹ پنچ کو اس پر اپنی رائے دینی ہوتی ہے۔ میڈم! آپ بات کر لیں پھر میں اپنی سوچ دونگا۔ وہ ڈاکٹر صاحب اس ایوان کیلئے ہو گی کہ کس طرح آپ کو اس resolution کو approach کرنا چاہیے۔ جی میڈم۔

ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ چونکہ یہ قرارداد واقعی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان تقریباً 3 لاکھ 47 ہزار مربع کلومیٹر پر محیط ہے اور رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ خاران 52 ہزار مربع کلومیٹر پر محیط ہے اسی طرح پنجور 30 ہزار مربع کلومیٹر پر محیط ہے

ٹوٹل 82 ہزار مرلے کلومیٹر بنتے ہیں۔ تو اس حساب سے خاران سے پنجگور، ہمارے پاس قومی اسمبلی کی صرف ایک نشست ہے تو ظاہر ہے ہمارے لوگوں میں احساس محرومی کیسے نہیں پھیلے گی۔ حالانکہ ساحل و وسائل کے حوالے سے ہم بلوجستان کو سب سے بڑا صوبہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس اختیارات ہیں لیکن ہمیشہ اسکو پسمندہ رکھنے کی سازش کی گئی ہے اس پسمندگی کو اسی دور میں دُور کرنا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہی وقت ہے ڈاکٹر مالک صاحب کی قیادت میں ایک جمہوری دُور آیا ہے، ہم سب کو ملکر اس کیلئے تگ دو کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہمارے پاس قومی اسمبلی کی نشتوں کی بہت کمی ہے اور ہمارے فاصلے پنجگور ہے چاہے خاران ہے، خاران کے علاقے اتنے دُور دُور واقع ہیں کہ اس ممبر کی رسائی بھی ڈسٹرکٹ تک صحیح نہیں پہنچ پاتی۔ تو اسی لیئے بھی میری آپ سے گزارش ہے کہ اتنی اہم قرارداد ہے اسے منتظر کی جائے تاکہ عوام کی احساس محرومی دُور ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی ہینڈری بلوج! پہلے movers کو بولنے دیں پھر میں ڈاکٹر صاحب کو کچھ سوچ دوں گا۔

جناب ہینڈری مسح بلوج: شکریہ جناب اسپیکر۔ یخیریک جو میرے دوست لے آئے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ ایک عوامی تحریک ہے۔ اگر ہم بلوجستان کی آبادی اور رقبے کو دیکھیں تو یہ ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ بلوجستان کا جو رقبہ ہے اُس حساب سے جو یہاں کے علاقوں کی صورت حال ہے ایک ضلع دوسرے ضلع سے کافی دُور ہے۔ بلوجستان کی پسمندگی اس کے جو ساحل و سائل کا مسئلہ ہے یہاں تعلیم اور صحت کے جو مسائل ہیں یہاں سو شل پوچھیں ہر سطح پر ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں مسائل کا ایک انبار لگا ہوا ہے عوام تک وہ relief نہیں پہنچ پاتا۔ اُسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے پاس نمائندگی کی وہ استعداد نہیں ہے جو انکی صحیح طریقے سے نمائندگی کر سکیں۔ اور تمام علاقوں کی نمائندگی قومی اسمبلی تک ہو دیا جب بلوجستان کے حوالے سے کوئی قرارداد پیش کیجاتی ہے تو بلوجستان کے تقریباً چودہ نمائندے ہیں اتنے بڑے ایوان میں وہ اپنی قرارداد پاس ہی نہیں کرو سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلوجستان کے دُور دراز علاقوں میں لوگوں کو تمام بنیادی سہولتیں میسر نہیں ہیں اگر ہم ان سے نمائندگی کا حق بھی چھین لیں کہ وہ اپنے علاقے سے اپنے پسند کے اپنے مخلص نمائندوں کو منتخب کر کے قومی اسمبلی تک پہنچا سکیں تاکہ وہ انکے مسائل پر آواز اٹھا سکیں۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ کا صحیح نہیں ہے۔ لوگوں کے مسائل کے انبار لگے ہیں اُنکے حل کیلئے یہ ایک جامع تحریک ہے کہ بلوجستان کے ہر ڈسٹرکٹ سے قومی اسمبلی کی ایک سیٹ ہوتا کہ وہ بلوجستان کے issues پر وہاں ایک مؤثر انداز میں بات کر سکیں۔ اگر ہم بلوجستان کی جغرافیائی حدود کا مطالعہ کریں تو یہاں چودہ ایم ایم این اے کی سیٹیں ہیں۔ تین تین ضلعوں پر ایک

ایم این اے کی سیٹ دی گئی ہے میرے خیال میں یہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں اپنے دوستوں سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو support کریں گے اور اس اہم issue کو قرارداد کی صورت میں منظور کر کے موثر انداز سے آگے پہنچا کیں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ میڈم! ایک منٹ آپ بیٹھیں please۔ میں سارے ایوان، امان اللہ نو تیزیٰ صاحب! آپ بھی اسکے mover ہیں۔ head نہیں کر سکتے پہلے mover بات کر لیں۔ میڈم! بات کر لیں۔ جو میرا تھوڑا بہت Parliamentary experience ہے آپکے سامنے رکھ دوں گا۔ جی امان اللہ نو تیزیٰ صاحب۔

میرا مان اللہ نو تیزیٰ: شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ قرارداد باقاعدہ ایک genuine case ہے خاص طور پر ضلع خاران، واشک، پنجگور، نوشکی اور چاغی جو ہمارے دو ایم این اے کے حلقے بنتے ہیں۔ ہر حلقہ اتنا بڑا ہے اگر کوئی سے کوئی بندہ جیت جاتا ہے تو وہ والبند دین کے کسی بندے کو نہیں جانتا اسی طرح اگر والبند دین کا کوئی بندہ جیت جاتا ہے تو وہ کوئی اور کچلاک کے کسی بندے کو نہیں جانتا اور پانچ سال تک وہاں visit بھی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خاران، واشک اور پنجگور کا بھی مسئلہ ہے۔ لبسیلہ اور آواران بھی ربے کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں۔ جو ایم این ایز ہیں اُنکو 50% ربے کے لحاظ قسم کیا جائے تو ہمارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ میرا حلقہ کچلاک، ہنہ اوڑک سے شروع ہو کر تفتان تک ہے بگلہ دیش سے بڑا ہے ایک ملک ہے آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ اس کے کتنے ایم این اے اور کتنے ایم پی اے ہیں۔ ہمارے لوگ کس حالت میں ہیں ایم این اے تو ہم لوگوں کا کسی کام نہیں آتا نہ ہم لوگ کا کام کر سکتا ہے۔ لہذا اس قرارداد کے لئے پورے ایوان سے گزارش کرتے ہیں کہ اسکو منظور کر کے آگے بھیجیں تاکہ اسلام آباد میں بیٹھ کر اس پر بحث ہو جائے۔ اور بلوچستان میں ایم این ایز کی shortage ہے چودہ تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں نہ ان سے اسلام آباد میں ہم لوگوں کا کوئی مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ جب تک ہمارے ایم این اے کی تعداد کو نہیں بڑھائیں گے اسوقت تک بلوچستان میں جو وفاقي حکومت کے جتنے مسئلے ہیں انکا حل ہونا بالکل ناممکن ہے۔ جنطح NHA کا ہم لوگ رور ہے ہیں۔ اگر وہاں ہمارے ایم این اے زیادہ ہوتے تو یہاں NHA کی روؤں اس طرح تباہ حال نہیں ہوتیں۔ رحمت بلوج اور بابت لالہ آئے تھے انہوں نے دیکھ لیا کہ NHA نے کیا کیا ہے۔ تفتان سے سالانہ تقریباً 16 ارب روپے revenue generate ہوتا ہے۔ ہماری روؤں کس حالت میں ہیں وہ NHA کے under ہیں۔ ایم این اے زیادہ ہونگے تو ہمارے بلوچستان کے اس طرح کے بڑے بڑے پروجیکٹ پایہ تکمیل کو

پہنچیں گے۔ ہمارے ایم این ایز کی وجہ سے رکھوڑک بھی کھٹائی میں پڑ گیا جو دہاں بات ہی نہیں کر سکتے اگر بات بھی کریں گے تو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ تو اس لیئے اس قرارداد کو اہمیت دی جائے۔ ہم پورے ایوان سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کو پاس کیا جائے۔

جناب اسپیکر: میں ایوان کے نوٹس میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں یعنی ملکی اکٹھات دیں زیارت وال صاحب! میں تھوڑا آپ کے نوٹس میں بھی لاوں۔ اس قرارداد کی نوک پلک آپ ٹھیک کر لیں کیونکہ یہ پورے بلوجستان کا مسئلہ ہے جلدی میں اگر آج آپ نے اسی حالت میں یہ قرارداد پاس کی تو چھ مہینے تک آپ دوبارہ اس پر بات نہیں کر سکتے یہ تو انہیں کہتے ہیں۔ مجھے اجازت دیں ناں میں آپ کو بتاتا ہوں اسکی آپ نوک پلک ٹھیک کر لیں۔ کیونکہ آپ نے پچھلے دنوں اخباروں میں دیکھا ہوگا کہ نئی census بھی ہو رہی ہے۔ نئی census ہو جائیگی تو automatically delimitation آبادی کے ساتھ، ایک ہمارے بلوجستان کے حالات و واقعات کے ساتھ۔ ہمارا ایک حلقة پختونخوا صوبے سے بڑا ہے جیسے میرے دوست نے بگھہ دلش کا کہا۔ پالپیشن اور ایریا دنوں کو بیلنڈ کریں جیسے میرا حلقة ہے وہاں چھ لاکھ اسی ہزار پر ایک ایم این اے کی سیٹ ہے۔ اور خاران کا پرانا حلقة میرے خیال میں تین لاکھ سے بھی کم پڑتا ہے۔ اس طرح آپ کے ٹوپل معاملات میں تضاد ہے۔ مہربانی کر کے اسکی نوک پلک ٹھیک کر کے اسی اجلاس کے دوران آپ اور اپوزیشن مشترکہ قرارداد لے آئیں۔ (مدخلت) please بیٹھیں ناں میں بہت بات کر رہا ہوں اپوزیشن نہیں ٹریزیری پنځبر بھی دنوں اکٹھے مشترکہ قرارداد لے آئیں۔ دوسرا چیز میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں زیارت وال صاحب! جو ہم miss-out کر رہے ہیں۔ نیشنل اسمبلی کی جو سیٹیں ہیں اگر ہم اپنے ایریا کو بھی include کریں پھر بھی پالپیشن پر عمل دخل ہوتا ہے۔ قومی اسمبلی، 342 کے ایوان میں پنجاب کی 148 ڈائریکٹ اور 35 خواتین کی سیٹیں ہیں یہ حالت ہے آپکی۔ ابھی میں آتا ہوں اُس طرف نواب جو گیزی، ڈاکٹر عبدالمالک ہم سب ادھر سے گھوم پھر کروالیں آئے ہیں۔ سینٹ میں آپ برابری کی بنیاد پر ہیں۔ آپ نے کبھی بھی نہیں سوچا یہ سوچنا پڑیگا کہ سینٹ کے الیکشن ڈائریکٹ ہونے چاہئیں جو اولادات لگتے ہیں وہ بھی نہ ہوں، امریکن سسٹم کی طرح ہوں۔ اور سینٹ کے۔ (مدخلت) ٹھہریں تو سہی دو منٹ بیٹھیں میں بہت ضروری بات کر رہا ہوں۔ آپ آتے ہیں میں وہ بات دوبارہ repeat کرتا ہوں۔ آپ please دو منٹ تشریف رکھیں۔ تو سینٹ کے اگر آپ امریکن سینٹ کی طرح اختیارات کیلئے کرتے ہیں تو بلوجستان You are a unit of this country کی ایک اکائی ہے۔ Federation of Pakistan

تو اسلام آباد میں برابری کی بنیاد پر فیصلے ہونے چاہئیں۔ یہ چار بھائیوں کا ملک ہے پانچواں آپ نے گلگت بلستان ملا دیا ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب جب اپوزیشن میں ہوتے تھے تو یہ مسئلے اٹھتے تھے۔ سینٹ کا بھی سوچیں کہ برابری کی بنیاد پر ڈائریکٹ الیکشن ہوں۔ اور سینٹ کے اختیارات برابری کی بنیاد پر وہی ہوں جو امریکن سینٹ کے ہوتے ہیں۔ پھر ہم برابری کی بنیاد پر ہر صوبے سے بات کریں گے اسکو بھی مستقبل کیلئے ذہن میں رکھیں میں بہت serious بات کر رہا ہوں، نواب جو گیزئی اور ڈاکٹر عبدالمالک سن رہے ہیں۔ اور آپ اپنے لیئے اس قرارداد کو، اپوزیشن کو ساتھ لیکر رحمت بلوچ صاحب! آپ اپوزیشن کو ساتھ لیں یہ بہت اہم قرارداد ہے۔ کیونکہ بہت ضروری وقت آگیا census کا بھی اور delimitation کا بھی۔ آپ اکھٹے ہو کر اسکی نوک پک کوٹھیک کریں۔ ٹکنیکلی اسکو درست کر کے اسی اجلاس کے دوران، پانچ دن، سات دن کے بعد ایک متفقہ قرارداد لے آئیں یہ میری گزارش ہے۔ زمرک خان ابھی بات کریں، زمرک خان کی سن لیں۔ اپوزیشن سے request کی ہے کہ آپ بھی متفقہ اس پر آئیں۔

انجینئر زمرک خان: شکریہ جانب اسپیکر صاحب! میں صرف آپ سے اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو بھی قرارداد پیش ہوتی ہے محرکین تو پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ آپ اپوزیشن والوں کی بھی سن لیں کہ وہ اس پر کیا رائے دیتے ہیں اور انکا کیا مقصد ہے۔

جناب اسپیکر: پورے قوانین میں movers کے علاوہ کسی کی گنجائش نہیں ہے۔

انجینئر زمرک خان: دونوں آپ مجھے سن لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں۔ وہی نا میں اسلئے آپ کو راستہ دے رہا ہوں۔ ہاں صرف راستہ دے رہا ہوں۔

انجینئر زمرک خان: میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں اگر سیٹیں بن سکتی ہیں تو میں آپ کو ایک چیز بتاؤں کہ میرا جو حلقة ہے جہاں آبادی پانچ لاکھ ہے۔ آپ ایک سیٹ بناتے ہیں۔ جہاں آبادی ہے نہیں کس طرح ایریا پر آپ سیٹ بناتے ہیں؟

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! اُسی لیئے تو میں نے۔ جی Leader of the House,

please take the House into confidence.

انجینئر زمرک خان: وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں اسکی مخالفت کرتا ہوں اسکو واپس کر کے، میں ایک idea دے سکتا ہوں۔ شاید اپوزیشن میں بھی کل مختلف قسم کی آراء پر آ جائیں۔ لیکن میں اسمبلی فلور پر یہ بتانا چاہتا ہوں۔ sir ایک منٹ! آپ اگر میری بات سن لیں میں تجویز دینا چاہتا ہوں کہ یہ سراسر ظلم ہے۔

آپ اپنے area میں بھی بنالیں۔ یہ نہیں کہ میں قلعہ عبداللہ اور پشین کی بات کر رہا ہوں۔ تربت ہے، خضدار ہے جدھر بھی ہے area wise، سارے واٹک پر لگے ہوئے ہیں ہمارے قلعہ عبداللہ اور پشین کا کیا ہو گا؟ جو ہمارے تین، تین ممبر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہاں ہماری congested آبادی پڑی ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

انجینئر زمرک خان: یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ جنطہ بنا لیں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ درخواست ہے کہ آپ کے اختیارات میں ٹریئری بچ بیٹھ کر پہلے جہاں جہاں دو ڈسٹرکٹس بن سکتے ہیں جہاں تین بن سکتے ہیں۔ آپ ایریا اور آبادی کو مد نظر کر پھر ضلعے بنائیں اس کے بعد قرارداد لے آئیں پھر ہم حمایت کریں گے۔

جناب اسپیکر: یہ بھی دُور کی بات ہے، ٹھیک ہے۔

انجینئر زمرک خان: جب تک آپ ضلعے بنائیں گے۔ قلعہ عبداللہ اور پشین ویسے ہی ایک ایک ہے۔ آپ اسکو دو کر سکتے ہیں تو اسکو تین کون کریگا؟ ہم نے پہلے بھی یہ تحریک چلائی ہے کہ ہمارے قلعہ عبداللہ اور پشین اور جدھر بھی ہے دو، دو ڈسٹرکٹ بنائیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے جی۔ زمرک صاحب تشریف رکھیں۔ Leader of the House میٹھیں ناں۔ یہ تو صوبائی اسمبلی کا اختیار نہیں ہے ناں ہم کیوں آپس میں ادھر اڑ رہے ہیں؟ یہ اسلام آباد کا اختیار ہے۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب Please take the floor.

قائد ایوان: جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں یہ ایک اہم مسئلہ ہے اسکو ہم اس انداز پر نہ لیں۔ basically جب تک آپ آئیں کے آرٹیکل 51 کی شق 3 اور 5 کو مد نظر کر اس قرار دا کو ترتیب نہیں دیں گے اس میں آپ کیلئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس ڈسٹرکٹ یا اس ڈسٹرکٹ کا نہیں ہے۔ approach ہماری یہ ہے کہ بلوچستان کی نیشنیں بڑھادی جائیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہتر ہو گا کہ اپوزیشن اور ٹریئری ملکر اسکو آرٹیکل 51 کے مطابق redraft کر لیں تاکہ ہمارا ایک positive message اسلام آباد جائے۔ تو اسکے لیے ضروری ہے کہ اس کو ہم آرٹیکل 51 کے مطابق کریں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل صحیح ہے۔ اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ جلدی میں یہ پاس نہیں کراں گیں یہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ میں نے نیشنٹ کی کہانی بھی آپ کو سنا دی۔ آپ نیشنل اسمبلی میں 272 ڈائریکٹ سیٹیں ہیں ان میں پنجاب کی 148 اور 35 خواتین کی سیٹیں ہیں کبھی آپ نے یہ پڑھا ہے؟ اسی لیے میں یہ یاد کر رہا ہوں۔ اور بلوچستان کی ڈائریکٹ 14 اور خواتین کی 3 سیٹیں ٹوٹل 17 سیٹیں ہیں۔ تو یہ سب چیزیں آپ please

Home work کر کے کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور و اطلاعات): میں آپکے توسط سے House کو بتانا چاہتا ہوں اگر ہم قرارداد لاتے ہیں یا مرکز سے کوئی demand کرتے ہیں وہ اتنا realize ہو کہ کم از کم اگلا یہ سمجھے کہ واقعی ایک ایوان ہے انہوں نے ان چیزوں پر سمجھی گی سے سوچا ہے تب جا کر قرارداد پاس کروائی ہے۔ اب رحمت صاحب میرے دوست جو قرارداد لے آئے ہیں۔ اُسمیں بنیادی طور پر آپکے کچھ اضلاع ہیں مثال کے طور پر کوئی اسکی آبادی تمیں لاکھ ہے مردم شماری ہوئی نہیں ہے تو تمیں لاکھ کی آبادی۔ آپ نے جھفر آباد کی بات کی کہ اس کی آبادی چھ لاکھ ستر ہزار سے اوپر ہے اُس پر قومی اسٹبلی کا ایک حلقہ ہے۔ اور اب جو خانہ شماری ہوئی ہے اُن اعداد و شمار کے مطابق چمن کی آبادی کوئی 19-20 لاکھ بتا رہے ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چیز اس طریقے سے لا گوئیں ہو سکتی۔ قائد ایوان صاحب نے ٹھیک فرمایا ہیں بات یہ ہے کہ کوئی بھی حلقہ بندی کرنے کیلئے ضروری ہے کہ census ہو۔ اگر census نہیں ہوتی تو ہم سب بیٹھ کر اسکو ٹھیک طریقے سے realize کر کے جو بھی criteria اسلام آباد، لاہور، پنجاب کا ہے اُس کو follow کرتے ہوئے ہم اپنے لیئے زیادہ سیٹیں، دُگنا، تین گناہنگ سکتے ہیں۔ پھر اُسیں حلقہ بندی کیسے ہو سکتی ہے اُس پر پھر بعد میں آتے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں آپکے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اگر آپ دیکھ لیں تین صوبے بمقابلہ پنجاب۔ آپ اگر اور نہیں کر سکتے پولیو کارڈ جو foreigners کرار ہے ہیں وہ موجود ہے۔ اُسکے مطابق 6 سال کے بچوں کی پیدائش کے حساب سے آبادی کا ایک اندازہ لگایا جاتا ہے۔ تو پنجاب 47% پر آجاتا ہے اور ہمارے تین صوبے میرے خیال میں ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: 47، 53۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور و اطلاعات: 53 یا 47 پر چلا جاتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ یہ چیزیں ملک میں ایک معنی میں realize نہیں ہیں۔ اور آپکی جو مردم شماری یا خانہ شماری انہوں نے ملتی کی ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ ہمارے صوبے کے حوالے سے یا ہمارے صوبے والوں نے ملتی کروائی ہے یا فلاں ان نے، as such پنجاب کی جو بگس مردم شماری ہے اور حلقہ بندیوں کیلئے جو کچھ ہوا ہے۔ کبھی آپکے سامنے آگیا تھا ایک حلقہ جس کے ووٹ 29 ہزار اور آبادی 32 ہزار۔ اب جب کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ کی صحیح فہرست آئی تو وہ تمام بگس ووٹ جو ساڑھے تین، چار کروڑ فہرستوں میں ڈالے گئے تھے وہ نکل گئے۔ اب مزید چیزوں کو ٹھیک کر سکتے ہیں ملک کے حوالے سے، صوبے کے حوالے سے اور قانون کے حوالے سے بھی، یہ ٹھیک کرنے

ہونگے۔ تو آپ کی اور قائد ایوان صاحب کی تجویز ہے میرے خیال میں زمرک خان صاحب کی بھی یہی تجویز ہے۔ اس پر سب بیٹھ کر، سب کی یہی خواہش ہے کہ ہماری قومی اسمبلی کی سیٹیں بڑھیں اور فیڈ ریشن میں ہماری نمائندگی زیادہ ہو۔ اور اسکو ٹھیک کرنے کیلئے کیا کیا طریقے اپنائتے ہیں آپ کوئی میٹنگ کاں کریں اُس تاریخ کو سب بیٹھ جائیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ اسکو دوبارہ redraft کر کے ایوان کے سامنے پیش کریں گے آگے پھر ہم recommend کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی میڈم! مولانا واسع صاحب بات کر رہے ہیں ان کو تھوڑی عزت دینی ہوتی ہے۔ آج کے **Treasury Benches** کے ہونگے۔ میں اور **Leader of the Opposition** ڈاکٹر مالک اُتلے ہاتھ ہو گے یہ سیدھے ہاتھ ہو گے۔

مولانا عبدالواسع (قاائد حزب اختلاف): شکریہ اسپیکر صاحب۔ قرارداد پر بات ہو رہی ہے آپ کی رائے جب آئی یا قائد ایوان کی زیارت وال صاحب کی یا ہماری اپوزیشن کے دوستوں کی۔ میری پہلے سے یہ رائے تھی جناب اسپیکر! اسکو مؤخر کر کے کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ ہم سب اس پر بیٹھ کر اس طرح کی چیزیں اسمیں ڈال دیں تاکہ وہ محسوس کریں اور وہاں جا کر ہم کچھ اگر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ بلوچستان کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے اس پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب خود سینٹ میں رہے ہیں قومی اسمبلی میں بھی ہمارے لوگ رہے ہیں۔ ہم سیاسی جماعتوں نے اس پر غور کرنا شروع کر دیا ہے کہ آیا کیوں ہم یہ مطالبة نہ کریں کہ وزیر اعظم کا انتخاب سینٹ سے کیا جائے تاکہ ہمارے ووٹ بھی اُنکے لئے پڑ جائیں جیسے کہ دوسرے صوبوں کا ہے۔ کیوں اس پر غور نہ کیا جائے کہ قومی اسمبلی کے ممبروں کو سینٹ جیسے کہ ہمارا ایک ووٹ اور پنجاب کے چھ ووٹ سینٹ کے انتخاب کے حوالے سے، یہ بھی ایک تجویز ہے اس پر بھی غور ہونا چاہیے اور اسی طرح مقصد کی بات یہ ہے جناب اسپیکر! جب تک ہم اس طرح کی کوئی قرارداد پیش نہ کریں اور وہاں مرکز سے نہ منوایا جائے کہ مرکزی حکومت بنانے میں بلوچستان کا بھی اُسی طرح برابر کا role ہو جیسے پنجاب، خیبر پختونخواہ اور سندھ کا ہے۔ اُسوقت تک بلوچستان اپنے مسائل حل کرو سکتا ہے نہ اپنی احساس محرومی کو ختم کرو سکتا ہے نہ کوئی اسکے زخم پر مرم رکھ سکتا ہے۔ لہذا میری یہی تجویز ہے۔ ڈاکٹر صاحب! میں آپ کی تجویز سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ ہم اس پر بیٹھ کر۔ میرا پہلے سے یہی ارادہ تھا کہ ہم یہ قرارداد لائیں۔ لیکن ہمارے ذہن میں نہیں ہے کہ ہم اس قرارداد کو اخبارات کی زینت بنائیں بلکہ یہ ایک عظیم مقصد حاصل کرنے کیلئے ہے لہذا اس پر میں اتفاق کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: میری ایوان سے ایک گزارش ہے۔ جی میڈم یا سمیں۔ اسکے بعد پھر میں پورے ایوان سے

گزارش کروں گا۔ ڈاکٹر حامد! چھوڑیں آگے بڑھتے ہیں۔ آپ اتنی slow moving اتنی خاموش ہیں پتا نہیں چلتا آپ کیا بول رہے ہیں مجھے ایسے کان لگا کر کے سُنا ہوتا ہے۔ میدم بات کر لیں۔

محترمہ یا سمین بنی بیلہڑی: جیسے باقی معزز ارکین نے اس پربات کی۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اس قرارداد میں میرا نام آپ add کروادیجیے۔ اور میں کوشش کروں گی کہ چیزوں کو duplicate نہ کروں کہ یہاں بہت ہی اہم discussion ہوئی۔ اور آپ نے جو ڈائریکٹ سیٹوں کی تعداد گنوائی ہے اُس میں قابل غوربات یہ ہے جیسے بلوچستان کی 14، خیبر پختونخوا کی 35، پنجاب کی 148، سندھ کی 61، فاٹا کی 12، Federal Capital اسلام آباد کی 2 اور نان مسلم کی 10 ہیں۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں کہ بلوچستان جو کہ اکائی ہے اور natural resources کے حوالے سے پورے پاکستان کو اسوقت feed کر رہا ہے۔ اور اس ملک کی بنیادیں مضبوط کرنے میں اس صوبے کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اب اسکی نمائندگی فاٹا اور capital کی دو سیٹوں کو ملا کر اسکے برابر بنتی ہے وہ بھی 14 اور بلوچستان جو کہ ایک صوبہ ہے اسکی نمائندگی بھی 14۔ آپ بتائیں کہ ہم وفاقی اسمبلی میں کیسے اپنی پالیسیوں کو influence کر سکتے ہیں یا بلوچستان کی friendly ہمارے جو بھی مسائل ہیں اُنکو ہم کس طرح آگے لے جاسکتے ہیں یا ایک قابل سوق point ہے۔ دوسرا یہ کہ نہ صرف ایک جغرافیہ no doubt مطلب بلوچستان جغرافیائی حوالے سے بہت بڑا صوبہ ہے۔ مرکز میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو exposure نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کی ایک تحصیل دوسرے صوبے خاص کر پنجاب، جغرافیائی حوالے سے اُسکے ایک ضلع سے بڑی ہے۔ تو اس حوالے سے ہم دیکھ لیں۔ اور اسیں آپ add کر لیں کہ نہ صرف جغرافیائی بلکہ غربت اور جو ڈوپلمنٹ کے indicators ہیں۔ اسوقت پورے پاکستان میں جو poverty line below districts ہیں اُن میں زیادہ تر majority بلوچستان کے ڈسٹرکٹس ہیں۔ اور حد سے زیادہ آپ کے Development indicators poor ہیں۔ تو اس میں جہاں آپ جغرافیہ کوڈلتے ہیں وہاں Poverty اور Development indicators کا بھی ایک پیانہ بنائیں تب جا کر سیٹوں کی allocation اور اسیں improvement ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اسیں work-out کرنا پڑیگا۔ جیسے کہ آپ نے بات کی سینٹ کا بھی یہی problem ہے۔ اور اب تک بلوچستان میں وہ نہیں آسکی ہے۔ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری نمائندگی نہیں ہے۔ فرض کریں جب population کو access کر رہا۔ تو وہ کس طرح سے وہاں poverty نہیں ہے وہ آپ کی

کو اور آپ کی improve کو development process, social development کر سکتا ہے؟ آپ کے resources کی allocation نمائندگی کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ تو ظاہر ہے جب آپ PSDP میں resources allocate کریں نہیں سکتے تو پھر لوگوں کی جو فیڈرل improvement یا جو یہاں development کی صورتحال ہے اُس میں بہتری نہیں آ سکتی۔ تو اس ایوان سے یہی درخواست ہے کہ اس قرارداد کو جو بہت ہی اہمیت کی حامل ہے اسکو آپ approve کر لیں اور اس میں باقی indicators کو بھی ساتھ ملا لیں۔ thank you

جناب اسپیکر: جی! approval اُس صورت میں، میں آپ کو رائے دوں گا جب اسکی نوک پلٹھیک کر لیں۔ بہت ہی آئینی مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب! میری آپ سے گزارش ہے۔ 23 تاریخ کو آپ available ہونگے؟ ہم ایک پوری پارلیمنٹ کی میٹنگ کر لیتے ہیں ظہرانے کی میزبانی صوبائی اسمبلی کر لیتی ہے، ہم بیٹھ کر یہ چیزیں discuss کریں اور بلوچستان کے سارے پارلیمنٹری یونیورسٹیز مشترکہ قرارداد لے آئیں۔

قائد ایوان: اسپیکر صاحب! 20 تاریخ کو ہم نے اسلام آباد جانا ہے۔

جناب اسپیکر: 23 تک آجائیں گے؟

قائد ایوان: نہیں، ہم کوشش کریں گے ہم نے صدر صاحب اور وزیر اعظم کو request کی ہے کہ وہ اگر ہمیں 20 تاریخ کو time دینے گے تو ہم 22 کو واپس آجائیں گے۔ لیکن مجموعی طور پر ایوان یہیں ہو گا رپارلیمانی پارٹی سے ایک ایک بندے جائیں گے۔ ہم کوشش کریں گے اگر ہمیں 22 کو بھی time دیں تو 23 تاریخ کو ہم انشاء اللہ واپس آجائیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں اس میں CM کا بیٹھنا لازمی ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب! بات کر لیں ذرا زور سے بولیے گا ذرا اپنانا شناس والا طور تبدیل کر لیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچھزی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): بڑی مہربانی آپ کی کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں میڈیکل سٹوڈنٹ رہا ہوں جب بھی میں overall examination کیلئے جایا کرتا تھا تو ہر examiner مجھ سے یہی کہتا تھا کہ please ذرا زور سے بولیے گا۔

جناب اسپیکر: آپ خاموشی سے ہو کے آ جاتے تھے جو ان کو سمجھنیں آتا تھا تو آپ کو پاس کر دیتے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! ہاں کا ٹپر پچھلی ٹھیک ہے اور سیاسی ٹپر پچھلی ٹھیک ہے۔ جو قرارداد لائی گئی ہے آپ کی بڑی مہربانی آپ نے guidelines دیں۔ اور Leader of the House

نے آئینی تقاضوں کی طرف اشارہ کیا۔ ہماری خواہشات کچھ اور ضروریات کچھ اور ہو سکتی ہیں لیکن آئین کی پاسداری کرنی پڑی گی آپ نے پنجاب کا ذکر کیا۔ پنجاب تو نئے پاکستان کے فارمولہ پر عمل کر رہا ہے، جو پرانا پاکستان تھا اُس میں پنجاب parity کو مانتا تھا، بنگال 56% اور ہم 54% لیکن ہم ایک دوسرے کے برابر، یہ اُس وقت پرانے پنجاب کا فارمولہ تھا۔ لیکن نئے آئین میں وہ آکے بیٹھ گیا ”کہ میرے 65% ہے، آپ لوگ 45% ہیں“۔ بغیر مردم شماری کے، بغیر کسی آئینی تقاضے پورے کرنے کے۔ تو اس میں آپ نے سینٹ کا ذکر کیا۔ سینٹ میں ہمارے Federating Unit اُسکے برابر ہے۔ لیکن ہماری سینٹ کے پاس budgetary power ہو یہ برابری ہمارا کوئی کام نہیں آئیگی۔ تو آئینی تقاضوں کو یا جس طرح دنیا جہاں کی سینٹ کے ہیں، نہ صرف یہ ہے کہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر اگر ہو بلکہ ہماری سینٹ کے پاس budgetary اختیارات بھی ہوں۔ ہم یہ request کریں گے کہ بے شک جتنی بھی پارٹیاں ہیں، اپوزیشن کا بھی یہی mood بن رہا ہے، تو جس طرح Leader of the House نے کہا کہ سب کو line میں لے کے اس چیز پر بات کریں گے۔ ہم اسکو follow کریں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ میں قائدِ ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر 25 تاریخ کو ہم تمام اراکین لج بھی اکٹھے کریں اور اس قرارداد کی نوک پلک کی ڈرستگی کریں۔ 25 تاریخ کو، گنجائش دے رہے ہیں کہ آپ لوگ اسلام آباد کی یاتر اکر کے آئیں۔ (مداخلت) نہیں، اسپیکر تین میں ہے نہ تیرہ میں۔ کہتے ہیں کہ آدھا اسپیکر ٹریئزری بچوں کا ہوتا ہے اور آدھا اپوزیشن کا۔ وہ نہ کسی کی شادی میں پہنچ سکتا ہے نہ غمی میں۔ 25 تاریخ کو انشاء اللہ دوپہر کو اسی سلسلے میں میئنگ ہوگی۔ رحمت بلوچ صاحب! ذرا ادھر attention لیں۔ آپ کی، امان اللہ نو تیزی صاحب کی، شیع اسحاق صاحب کی اور یا سمین اہڑی صاحب نے کہا ہے کہ میں نے بھی نام دیا تھا۔ اس کی نوعیت اتنی اہم ہے کہ پورے House کو اکھٹا کر کے، ایک متفقہ، مشترک قرارداد لائیں گے۔ کیونکہ یہ بہت technical اور آئینی مسئلہ ہے۔ جلدی میں نہیں کریں 25 تاریخ کو ہم دوپہر کو کھانا ادھر کھائیں گے۔ 30 تک انشاء اللہ اجلاس چلے گا اس دوران پاس کرائیں گے۔ Thank you very much تو یہ deforwarding motion! ابھی ہم میدم حسن بانو صاحب کی adjournment motion پر آتے ہیں۔ میدم!

آپ کا ذرا late arrival ہوا۔ آپ وہ repeat کریں تو پھر ہم لا اے اینڈ آرڈر پر بحث شروع کریں۔ جس میں زمرک خان سے repeat کرواؤ گا نواب کاسی کے سلسلے میں۔ جی میدم! آپ کی ان بچیوں کے سلسلے میں، ڈاکٹر صاحب! اس چیز کا نوش لیں یہ ضروری ہے۔

تحریک التوانمبر 4

محترمہ حسن بانور خشافی: میں اسمبلی قواعد و انصباط کا رجحیرہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانم بر کا نوٹس دیتی ہوں تحریک یہ ہے کہ ”مورخہ 8 دسمبر 2013ء کو فلات کے علاقے کوہنگ سے دو معصوم پیغمبروں کی نازیکے واغوا کیا گیا۔ 21 دسمبر 2013ء کو ان پیغمبروں کی لاشیں ایک ویران علاقے سے ملیں، فلات انتظامیہ نے آب تک اس لغراش واقعہ کا نہ تو کوئی نوٹس لیا ہے اور نہ ہی قاتلوں کی گرفتاری کیلئے کوئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں۔ جس سے علاقے کے لوگوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اخباری تراثہ مسلک ہے، لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نویعت کے حوال مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: میدم! میری گزارش ہے کہ اسکے بعد ہم امن و امان پر بحث کریں گے اُسی میں اس مسئلے کو اٹھائیں۔ جی ڈاکٹر صاحب! آپ اس پر بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان): Mr.Speaker! Thank you very much. میری گزارش ہے اگر آپ مجھے سنئیں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

قائد ایوان: ابھی نہیں۔ میں اسکے ساتھ بیٹھ کے، کیونکہ اس مسئلے پر میں پہلے دن سے on board ہوں۔ جس دن مولانا غفور حیدری صاحب والوں نے، All Parties میں پریس کانفرنس کی۔ میں اس سے پہلے ڈی آئی، ڈی پی اور اس سلسلے میں ہماری کافی discussions وہاں کے لوگوں سے ہوئی ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ انکو وہ تمام صورتحال پیش کروں، اسکے باوجود بھی اگر وہ مطمئن نہیں ہوئے تو پھر بالکل انکا حق ہے کہ وہ تحریک التوانم بر میں ہم اس پر debate کریں گے۔ کیونکہ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جو پریس میں آرہا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اسمبلی کے بعد بھی وہ مجھ سے ملیں ہم اس کو تھوڑا دیکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ اب اگر debate شروع ہوئی، تو تھوڑی سی چیزیں اور نئی میں چلی جائیں گی۔

جناب اسپیکر: جی۔ میدم! یہ رائے، گزارش ہے Leader of the House کی۔

محترمہ حسن بانور خشافی: وہ تو ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن تھوڑی سی گزارش ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انکے اہل خانہ سے کسی نے کوئی ہمدردی نہیں کی ہے۔ ہمارے بلوچی میں ایک مثال ہے کہ ”اونٹ اپنابو جھ خود اٹھاتا ہے لیکن وہ اپنے مالک سے ایک ہمدردی مانگتا ہے۔“ انکی فیملی کے ساتھ کسی نے ہمدردی نہیں کی نہ انتظامیہ نہ

دوسروں نے۔ یہ بچیوں کا معاملہ ہے ہماری ثقافتی، معاشرتی اور مندیبی لحاظ سے دیکھا جائے تو بچیوں کے معاملات میں ہم انتہائی sensitive ہوتے ہیں ایک تو اتنے عرصہ سے غائب رہیں پھر ان کی لاشیں مل گئیں۔ تو اس حوالے سے میں یہ چاہتی ہوں کہ ان گھرانے کو گورنمنٹ کے طور پر بھی، یہ ایسا معاملہ ہے یہ نہ اپوزیشن کا نہ گورنمنٹ کا یہ ہم سب کا ہے۔ آج اگر ان بچیوں کے ساتھ ہوا ہے کل خدا نخواستہ ہمارے اور آپ کے گھروں تک بھی یہ آگ پہنچ سکتی ہے۔ لہذا بلوچستان کی ہماری جو قبائلی روایات ہیں انکے مطابق ہمیں اس معاملے کو روکنا چاہیے۔ اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اس قسم کے دخراش واقعات نہ ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

Thank you very much.

جناب اسپیکر: جی نواب شاہوانی بھی موجود ہیں انکا بھی یہی ہے۔ اور خالد لاگو صاحب! میرے خیال میں CM صاحب کہہ رہے ہیں کہ اسکو طریقے سے لے لیں۔

قائد ایوان: میں اُسکو یقین دلاتا ہوں اور اس ایوان کو، ہم اُسکے ساتھ بیٹھ جائیں گے، جو بھی وہ دلگی انشاء اللہ ہم اُن پر عمل کریں گے۔ کیونکہ اس مسئلے پر میں، خالد اور نواب recommendations اس مسئلے پر involved already ہے ہیں جو بھی محترم کی تجویز ہوں گی اُن پر انشاء اللہ ہم عمل کریں گے۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ ہماری جتنی بھی خواتین MPAs ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ اس میٹنگ میں شریک ہوں، اُن کو معلوم ہو کہ کیا ہوا ہے۔ اور زمرک خان صاحب! اُس دن آپ کی تحریک التوا اس لئے delay کی تھی کہ ایک منظور ہو گئی تھی۔ ابھی دوبارہ اس سلسلے میں لاءِ اینڈ آرڈر پر کچھ کہیں، بسم اللہ کریں۔ یہ تو انہوں نے agree بھی کیا تھا پیش ہوئی، تسلیم ہوئی۔ with the permission of the House. اور ابھی ہم لاءِ اینڈ آرڈر پر kick-off کرتے ہیں۔ چلیں آپ اپوزیشن کی طرف سے بسم اللہ کریں، اور دوسرے مسائل بھی ہیں ان سب پر۔ ابھی لاءِ اینڈ آرڈر پر بحث شروع کرتے ہیں۔ اور ہوم منٹر کی غیر موجودگی میں کیونکہ وہ court hearing پر گئے ہیں۔ تو please قانون و پارلیمانی امور کے منٹر نوٹ بناتے جائیں گے کیونکہ یہ ایک دن میں مکمل نہیں ہونے لگی ہے میرے خیال میں دو دن اسکا سیشن ہوگا۔ جی بسم اللہ کریں جوار کیں لاءِ اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوادیں۔

انجینئر زمرک خان: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ پرسوں میں نے جو تحریک التوا نواب عبدالظاہر کا سی صاحب کے حوالے سے پیش کی تھی، ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس کو بحث کیلئے منظور کیا۔

بعد میں فیصلہ یہ ہوا کہ امن و امان کو بھی اس میں اکٹا کر کے بحث کریں گے۔

جناب اسپیکر: میں ایک گزارش کروں، ہم سب مسلمان ہیں نماز بھی فرض ہے اور حقوق العباد بھی، آپ حقوق العباد ایک طریقے سے ادا کرتے ہیں اور نماز کا ثالث بھی ہو چکا ہے۔ تو جاری رہیں، جس نے نماز پڑھنی ہے، ساڑھے تین بجے تک ثالث ہے بلکہ چار بجے تک۔

انجینئر زمرک خان: ٹھیک ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ امن و امان کا مسئلہ بھی اس پر ہم لوگ discuss کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

انجینئر زمرک خان: میں ارباب صاحب سے شروع کرتا ہوں کہ 23 اکتوبر 2013ء کوارباب عبدالظاہر کاسی کو پیل روڈ سے انغوکیا گیا۔ اس بارے میں سب کو پتا ہے اور میں اتنا کہہ دوں کہ جس دن، جس وقت یہ انغوہ ہوا بیس منٹ کے اندر پوری گورنمنٹ، تمام اداروں کو اس بارے میں مطلع کیا گیا اور نہ کسی بھی لگائے گئے کہ ارباب صاحب یہاں سے نہیں نکلیں۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں میرے خیال میں زیارت وال صاحب کو بھی میں منٹ کے اندر اسکی اطلاع مل گئی تھی۔ تمام پارٹیوں نے اس پر ہمارے ساتھ دیا یہ صرف ANP کا مسئلہ نہیں وہ ایک سیاسی اور قائمی راہنمای بھی ہیں۔ بر صغیر کے حوالے سے اُنکے والد کی بہت بڑی قربانیاں ہیں باچا خان کے ساتھ عدم تشدد کے پیروکار تھے۔ ہماری عوامی نیشنل پارٹی، آج تک نہ ہم تشدد کرنے والے ہیں اور نہ اس پر یقین رکھتے ہیں پھر بھی ہمایے ساتھ ایسا واقعہ ہوا۔ تو تمام stakeholders کو جب بتایا گیا۔ یہ بھی ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ دو مہینے کے بعد فون آتا ہے کہ جی! ہم میرانشاہ سے بول رہے ہیں۔ تو یہ کس طرح possible ہوا کہ اتنے چھوٹے شہر سے ارباب صاحب کو کیسے نکلا گیا؟ مطلب یہاں جتنے بھی ادارے ہیں، پولیس، ایف سی، لیویز، ان سے گورنمنٹ، وزیر اعلیٰ صاحب پوچھ لیں کہ ارباب صاحب کو یہاں سے کیسے نکلا گیا کہ ابھی میرانشاہ سے فون آرہے ہیں کہ یہ ہمارے قبضے میں ہیں۔ جناب اسپیکر! ہماری پارٹی کی ایک تاریخ رہی ہے ہم نے قربانیاں دی ہیں جیلیں کاٹی ہیں ہمارے باچا خان اور ولی خان نے 32 سال جیلوں میں گزارے۔ اور ہم نے عدم تشدد کی تحریک چلانی اسکے باوجود آج اگر وہ تاؤ ان مانگ رہے ہیں۔ اور ارباب عبدالظاہر کاسی کے پورے خاندان نے اس سے انکار کیا کہ ہم کوئی تاؤ ان نہیں دیں گے۔ آج تک پاکستان کی تاریخ میں ایسا واقعہ نہیں ہوا ہے۔ یہ بھی ہم فخر سے کہتے ہیں کہ کبھی بھی، کوئی بھی، چاہے ارباب صاحب کے پاس پیسے ہوں۔ اسکے بیٹھے نے اُن سے کہا ہے کہ میرے پاس اگر پیسوں سے بھرا کمرہ بھی ہوتب بھی ایک روپے نہیں دوں گائیں لاش کا

انتظار کروں گا آپ لاش کب بھیج رہے ہیں؟ لیکن یہ ہے کہ ارباب صاحب کی اتنی خدمات کے ہوتے ہوئے، وفاقی اور صوبائی سطح پر، صوبائی اور وفاقی حکومت کی بات کروں گا۔ تمام پارٹیوں کے جتنی بھی ہیں، میں نے اُس دن بھی کہا کہ تمام پارٹیوں کے، ہمارے مولانا عبدالواسع صاحب، اپوزیشن لیڈر کی سربراہی میں ہماری میٹنگیں ہوئی ہیں۔ پشتو نخوا، نیشنل پارٹی، بی این پی (مینگل)، جماعت اسلامی، نظریاتی، مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ق) سب نے آکے ہمارے ساتھ انہماں ہمدردی کیا۔ اُس تحریک کو بڑھانے کیلئے آج تک لگے ہوئے ہیں اسلام آباد تک بھی جائیں گے۔ لیکن کوئی خاطرخواہ کارروائی وفاقی حکومت نے کی نہ صوبائی حکومت نے نہ آج تک گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے پاس کوئی آیا ہے۔ پارٹی کی طرف سے تو لوگ ہمارے پاس ارباب ہاؤس آئے ہیں ہماری میٹنگوں کو attend کیا ہے۔ لیکن اس حوالے سے ہم کیا کر سکتے ہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ امن و امان کا مسئلہ دیکھ لیں اس حوالے سے تو ارباب صاحب کی سب سے بڑی یہی contribution ہے کہ ہم انکو سب سے پہلے بازیاب کرائیں۔ اور انکا خاندان، ہماری پارٹی اور جتنے بھی قبائلی راہنماء ہیں، ہم سب تشویش میں ہیں اس فکر میں ہیں کہ ہمیں کب اٹھائیں گے۔ جب ایک لیڈر یا نواب کو اٹھایا جاتا ہے کل ہمیں بھی اٹھائیں گے ہمارا کون پوچھے گا۔ یہ امن و امان کا مسئلہ ہے ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح ہماری بہن نے ابھی تحریک التو اپیش کی قلات میں دولڑ کیاں ماری گئی ہیں۔

جناب عبداللہ جان بابت: جناب اسپیکر! ہاؤس کو In order کر دیں۔

جناب اسپیکر: ایک آپ بول رہے ہیں دوسرا مصطفیٰ ترین صاحب۔ ابھی میں دونوں سینئر ساتھیوں کو اشارہ ہی دے سکتا ہوں۔ جعفر خان صاحب! ہماری طرف دھیان دیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ کوئی female اسپیکر بنیں کہ آپ لوگ دھیان دیں۔ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا ہوتی تو سارے لوگ دھیان دیتے کہ میڈم بیٹھی ہوئی ہیں۔ چلیں جی۔

انجینئر زمرک خان: میں یہ بھی کہتا ہے کہ قلات میں دولڑ کیوں کو جس ظالما نہ طریقے سے قتل کیا گیا ہے۔ اُسکے بعد ہر نائی سے 9 مزدوروں کواغوا کیا گیا ہے اور ابھی تک ان کا کوئی پتا نہیں ہے۔ ہمارے ایم پی اے ماجدابڑو صاحب پر حملہ ہوا مطلب یہ ہماری کمزوری ہے کہ ہم ان کو گرفتار کر سکتے ہیں نہ یہ بتا سکتے ہیں کہ کس نے کیا ہے۔ ہماری یادداشت بہت کمزور ہے جب کوئی واقعہ گز رجاتا ہے پھر اسکو یاد نہیں رکھتے۔ پاکستان کا تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن شاید واقعہ ہوتا ہےblast ہوتا ہے لوگ مر جاتے ہیں اگلے دن ہم فتح پڑھ کر پھر بھول جاتے ہیں کہ کونسا واقعہ ہوا اور کس کے ساتھ کیا ہوا؟ ابھی تربت کا واقعہ ایک دس سالہ لڑکے کو اٹھایا گیا ہے۔ اور وہ یہ کہتے

بیں کہ ہمیں دباؤ میں لانے کیلئے سیاسی بنیادوں پر اٹھایا گیا ہے اور اسکو بھی قتل کر کے پھینک دیا گیا ہے۔ ہماری یہ حالت ہے روزانہ اخبار میں آتا ہے پانچ، دس بندے مارے جاتے ہیں کسی کو اغوا کر دیتے کسی کو مار کر روڑ پر پھینک دیتے ہیں۔ یہ ہمارے امن و امان کا مسئلہ ہے اسکو ہم نے کس طرح حل کرنا ہے؟ میرے اپنے ضلع کو لے لیں، قلعہ عبداللہ، گلستان اور چن ہماری تین تحصیلیں ہیں معزز زمبراں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے محترم ہیں۔ قلعہ عبداللہ، پشین ہمارا پورا ضلع دشمنیوں میں پھنسا ہوا ہے۔ تحصیل قلعہ عبداللہ اور گلستان، وہاں چھوٹوں میں رہتی ہیں میں صرف گلستان تحصیل کی بات کر رہا ہوں۔ ان کا مسئلہ امن و امان سے متعلق ہے اور اس کو کیسے حل کرتے ہیں؟ ہماری بڑی تو میں حیدر زئی، شمسو زئی، غیب زئی، سلیمان خیل، عبدالرحمن زئی اور سیگی۔ یہ چھ تو میں دشمنیوں میں پھنسی ہوئی ہیں ان کو کون ان دشمنیوں سے نکالے گا۔ ہم تو اپنے مریض کو ڈاکٹر کے پاس لیجانے یا کسی جرگے میں شرکت کرنے یا کسی کی فاتحہ خوانی پر بھی نہیں جا سکتے۔ ہم تو اپنے لئے راستے ڈھونڈتے ہیں کہ کدھر سے ہم نکل جائیں۔ ہمیں تعلیم کا پتا ہے نہ صحت کا کم از کم یہ ہمیں دیں کہ ہم اپنے بچوں سے کلاشکوف کس طرح پھینکوادیں ہم ان دشمنیوں کو کس طرح ختم کریں۔ آؤ شروعات ان دشمنیوں کو ختم سے کرتے ہیں امن و امان کا سب سے بڑا مسئلہ بھی یہی ہے۔ ہمارے قلعہ عبداللہ میں چھوٹے چھوٹے قبیلے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ دشمنیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دو دو، تین تین، دس دس، یہاں تک کہ دو دو سو لوگ بھی مارے گئے ہیں۔ ہم کس کو مار رہے ہیں ہم سارے پشتوں ہیں مسلمان ہیں، ہم ایک ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اگر ہم یہ کلاشکوف نہیں پھیلیں گے تو آگے کیسے چلیں گے دوسری قوموں کے ساتھ مقابله کیے کریں گے۔ میں نے پہلے بھی یہی کہا تھا بھی یہی کہتا ہوں کہ یہاں اپوزیشن اور ٹریشری پیچز سے ایک جرگہ بنائیں اور جا کر اس پر پہل کریں اور ان لوگوں سے مل کر ان جھگڑوں کا خاتمہ کر کے اپنے بھائیوں کو ایک اچھی زندگی ایک خوشحال زندگی دے دیں تب امن و امان کا مسئلہ حل ہو گا پھر ہم تعلیم بھی حاصل کر سکتے ہیں اور بڑنس بھی کر سکتے ہیں اور کہیں پیچ بھی سکتے ہیں۔ اس وقت ہم اس طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ کسی کی فاتحہ پر جا سکتے ہیں نہ کسی کے غم خوشی میں جا سکتے ہیں ہمارے کوئی حالت دیکھ لیں یہاں پانچ، دس روڑ زہیں ان کو تو کیمروں سے بھی آپ کنٹروں کر سکتے ہیں۔ لا ہور، کراچی، پشاور اور ملتان کے مقابلے میں کوئی ایک گاؤں کی حیثیت رکھتا ہے۔ ادھر بھی لوگ اغوا ہو جاتے ہیں کوئی پتا نہیں چلتا آدھے گھنٹے میں تمام ایجنسیوں تمام اداروں کو پتا چل جاتا ہے پھر بھی بازیاب نہیں کر سکتے ہیں۔ تو ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کم از کم ہم point out تو کریں۔ ہم ابھی اس فلور پر کہتے ہیں کہ اسکی لاش کو بھیج دیں اُن کو کوئی پیسہ نہیں ملے گا۔ لیکن یہ آئندہ ہماری نسلوں کو کیا ملے گا ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو

کس طرح protection دینگے؟ ہم اپنی حفاظت کیسے کریں گے اپنے بچوں کو تعلیم کس طرح دوا نہیں؟ سولہ سال اپنے بچے کو پڑھاتے ہیں اس کوڈ گری مل جاتی ہے اور ایک گولی مار کر ان کو ختم کیا جاتا ہے تو اس ڈگری کا کیا فائدہ ہوا اُس کے ماں باپ بیٹھ کر روتے ہیں۔ صحیح گھر سے لکھتا ہے رات کو آٹھ بجے تک جب گھر نہیں پہنچتا تو سارے گھروالے تشویش میں ہوتے ہیں ہر ایک ماں، باپ، بہن، بھائی پوچھتے ہیں کہ میرا بھائی کدھر گیا میرا باپ کدھر گیا یہ ہماری حالت ہے۔ ہم عوامی نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، ہم اگر پہل کریں تو اس صوبے کو ایک اچھی زندگی دے سکتے ہیں۔ ہم اُن لوگوں کو ختم بھی کر سکتے ہیں اُن کو کنٹرول بھی کر سکتے ہیں جو یہاں حالت خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم تو یہاں بولتے ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے۔ ہم قرارداد میں لاتے ہیں پچھلے پانچ سال کے دوران ان پر کیا عملدرآمد ہوا ہے۔ ہماری پی آئی اے تین سو کلو میٹر پر دس گیارہ ہزار روپے کرایہ لیتی ہے۔ میں نے خود اسلام آباد سے چھ ہزار روپے میں تکٹ لیا ہے۔ آؤ اس ایئر پورٹ کو دو دن کیلئے بند کر لیں پھر دیکھیے وفاق ہمارا مطالبہ مانتا ہے یا نہیں۔ ہم تو بس قرارداد پاس کر کے دے دیتے ہیں اور وہ روپی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے اپنا نمبر بڑھایا اور ہم نے یہاں قرارداد پیش کی اور امن و امان کے مسئلے پر بات کی۔ آؤ ان چیزوں پر عملی اقدامات کریں۔ ارباب صاحب کو کیسے بازیاب کرنا چاہیے۔ چلو ارباب صاحب آگئے آئندہ کوئی اور ارباب اور نواب کو غوا کریں۔ وہ لوگ جو ہمارے ملک میں یہ کرتے ہیں اُن کا راستہ کیسے روکیں۔ اپنے کریکٹر صاحب! ہمارے strategic کی حیثیت ہے ہمارے آس پاس جتنے ہمسایہ ممالک ہیں اگر ہم اُن سے اپنے حالات بہتر نہیں کروا میں گے تو کیسے ہمارے حالات بہتر ہونگے؟ اور اگر ساحل و وسائل کے معاملے پر بات کرتے ہیں تو ہمارا مسئلہ کوئی سننے والا نہیں اور ہم پر غداری کا لیبل لگتا ہے ہم پھر جا کر اُن سے کہتے ہیں جو ہمارے ملک کے خلاف ہیں جو یہاں کاروائیاں کرتے ہیں۔ اگر ہم table talk پر بیٹھ جائیں اُن لوگوں کو جو پہاڑوں اور میدانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو یہاں بٹھا کر اُن کے حقوق کی بات کریں پہلے ہم جب پشتو نخوا یا پشتوستان کی بات کرتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ یہ غدار ہیں۔ جب ہم صوبائی خود مختاری کی بات کرتے تھے تو کہتے تھے یہ ملک تھوڑے نے کی بات کر رہے ہیں آج وہ پشتو نخوا ملا صوبائی خود مختاری ملی تو ہم سب سے اچھے پاکستانی ہیں۔ ادھر اگر بلوچستان میں رہتے ہوئے ان لوگوں کی آواز اگر کوئی سن لے اُن کو بھی ایک ٹیبل پر بٹھائیں اُن سے یہ بات کریں کہ آپ کے ساحل وسائل اور آپ کے حقوق کی بات کریں تو کوئی غدار یہاں نہیں بچے گا۔ کوئی بھی مائی کا عمل نہیں اُٹھے گا کہ وہ پاکستان کے خلاف بات کرے یا اس سرز میں کے خلاف بات کرے، لیکن جب ان کے حقوق کی بات سننے والا کوئی نہیں ہو گا تو وہ

جا کر ایسے ہاتھوں میں کھلیں گے جو انکو سپورٹ کریں گے اُن کو فندز دینگے اور یہاں ہمارے خلاف لڑائیں گے جس سے ہمارا امن و امان ٹھیک ہو گا نہ ہمارے مسئلے ٹھیک ہوئے۔ جب بھی آپ کسی ملک میں مداخلت کرتے ہیں پہلے اپنا سوچ لیں اپنی زمین کا سوچ لیں ہمیں پاکستان اور پاکستانی عوام دونوں چاہیں ہمیں صرف پاکستان نہیں چاہیے۔ ایک چیز کی بات نہیں ہو سکتی یہاں کچھ لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ ہم پاکستان کیخلاف جو بات کرتے ہیں اُن کو لٹکائیں گے۔ پاکستان کے ساتھ پاکستانی عوام کے حقوق کی بات بھی سُن لیں وہ کیا چاہتے ہیں دونوں کے لئے پہلے پاکستان پھر پاکستانی عوام اور یہاں رہتے ہوئے اپنے حقوق کی بات کریں گے ہم برابری کی بات بھی کریں گے۔ ہم پشتون بلوچ اور سیلہر کی بھی بات کریں گے یہیں کہ پشتون کے حقوق پر بلوچ ڈاکہ ڈالیں یا بلوچ کے حقوق پر پشتون ڈاکہ ڈالیں یا سندھی اور پنجابی لیکن ہم دونوں مظلوم قوم ہیں دونوں یہاں رہتے ہوئے سب کی بات کریں گے۔ وفاق ہم سے cooperate کریگا تب ہمارا امن و امان بحال ہو گا ورنہ یہ نہیں ہو سکتا اور یہاں کم از کم بلوچستان اور کوئی تک، تو ہم یہ بات اپنے تمام دوستوں سے جو ہمارے محترم ہیں سردار ہیں نواب ہیں یہاں جو بیٹھے ہوئے ہم سب کی عزت کرتے ہیں کم از کم وہ پہل کریں۔ آئیں سب کو لے لیں اسی فورم سے ایک جرگہ بنائیں پھر دیکھتے ہیں کسی کے ساتھ رعایت نہیں ہونی چاہیے جو بھی ہو چاہے میرا بھائی ہو غلط کام کر رہا ہے اُس کو لٹکائیں۔ گورنمنٹ کو اتنا اختیار دے دیں کہ کسی صوبے میں کوئی کارڈ ہولڈر چلے گانہ کسی کی سفارش چلے گی چور، ڈاکو، امن و امان کو خراب کرنے والا سب کو لٹکائیں۔ ڈی سی کو سفارش کرنی چاہیے نہ کمشنر کو نہ مسٹر کو تودیکھتے ہیں کہ حالات ٹھیک ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم آپس میں بھٹکے ہوئے ہیں تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا میں آخر میں سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب خصوصی طور پر ہمارے ساتھ جائیں گے اور مولانا عبدالواسع صاحب ہماری تمام پارٹیاں جو 20 تاریخ کو جائیں گے اتنا کہتا ہوں کہ ان پر اتنا پریشر ڈائلیس ایسا نہ ہو کہ ہم ایک دن کیلئے جائیں اور ایسا ہی واپس آ جائیں، وفاق کو اتنا مجبور کر دیں کہ وہ اپنے اداروں کو۔۔۔ (مداخلت)

میر عبدالکریم نوشیروالی: یہ صوبائی مسئلہ ہے۔

انجینئر زمرک خان: کون صوبائی مسئلہ ہے۔ ایف سی کس کے اندر ہے؟

جناب اسپیکر: آپ ادھر بات کریں۔ میر عبدالکریم اپنی تقریر میں جو کہنا چاہتے ہیں ہیں کہیں۔ جی۔

انجینئر زمرک خان: میں آپ کو ایک تجویز دیتا ہوں۔ ابھی اس پر بحث نہیں کرتے ہیں۔ اس میں ہمارے بلوچستان کی strategic حیثیت کو اگر بحال رکھنا چاہتے ہیں تو اپنے ہمسایہ ملکوں سے ہم یہی چاہتے ہیں کہ

ہمارے ملک میں مداخلت نہ کریں اور ہم ان سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں تو آپ کے حالات خود خود دھیک ہو جائیں گے۔ اب چورڈا کو جیب کرتے یہ تو بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کے پہاڑوں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں کیا یہ صوبائی مسئلہ ہے؟ یہ وفاق کا مسئلہ ہے آپ کے ساحل و سائل یہ وفاق کا مسئلہ ہے اُس سے تعلق رکھتا ہے۔

جناب اسپیکر: میر عبدالکریم! آپ بیٹھیں تو صحیح یہ فرح ہوں کی بحث تو نہیں، ہم اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔
انجینئر زمرک خان: یہ سارا وفاق کا مسئلہ ہے اور وفاق اس پر عمل کریگا اسکو سُنے گا تب مسئلہ حل ہو گا آپ نہیں کر سکتے یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب 20 تاریخ کو یہ ساری چیزیں اکٹھی کر کے، ہمارے سارے دوست جو جائیں گے ان پر پریشان ہیں، بلوچستان کے حالات خود خود دھیک ہونگے۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ آغازیات صاحب! نہیں sorry خالد لانگو صاحب آگئے ہیں، پہلے خالد لانگو صاحب۔ جی خالد لانگو صاحب۔

مولانا عبد الواسع (قاائد حزب اختلاف): نماز کا وقفہ دیں۔

جناب اسپیکر: ابھی تو ایک بجے ہے آپ تو چالیس منٹ ایڈوانس میں کہتے ہیں، اتنا لمبا وضو کریں گے۔ چالیس منٹ رہتے ہیں پونے دو بجے۔ مولانا صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ انڈیا بگلہ دلیش ٹائم پر جارہے ہیں 1:45 پر اذان اور دو بجے جماعت ہوتی ہے۔ یہ میں نے وردی والے کو صحیح کر پھر re-confirm کیا ہے۔ ہمارا سرکاری مولوی ہے control ہے چلیں جی بولیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: آپ ہمیشہ وردی والوں کی بات مانتے ہیں ہماری بات نہیں مانتے۔

جناب اسپیکر: عاصم صاحب! آپ نے بھی وردی والوں کے ساتھ یاریاں کی ہیں۔ جی خالد لانگو صاحب۔

میر خالد لانگو: اللہ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ امن و امان پر بات ہو رہی ہے۔ ہماری کلیشن گورنمنٹ کی پہلی ترجیح صوبے کے امن و امان کو بہتر بنانا ہے۔ تو میرے خیال میں ضرور کچھ واقعات ہوئے ہیں جو قابل مذمت ہیں۔ لیکن میرے خیال میں overall صوبے کے حالات پہلے کی نسبت یعنی چھ مہینے پہلے کے اگر حالات آپ دیکھیں اور آج کے تو ضرور فرق آیا ہے۔ چونکہ واقعات ضرور ہوتے رہتے ہیں آپ کسی بھی ترقی یافتہ ملک کو دیکھیں وہاں بھی اس طرح کے واقعات قتل و غارت، انگوبارائے تاوان ہوتے ہیں جو کہ نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن overall situation میرے خیال میں صوبے کی بہت بہتر ہوئی ہے۔ قلات اور خضدار کے حالات پہلے بہت خراب تھے انگوبارائے تاوان، ٹارگٹ کنگ اور بھتھ خوری عام تھی۔ آپ یقین کریں میں اپنے ضلع قلات کے حوالے سے بات کرتا ہوں لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ ہم آپکو ووٹ دیکر کامیاب

کریں گے اور آپ سے کچھ نہیں مانگیں گے صرف امن و امان لائیں تاکہ لوگوں کی زندگی محفوظ ہو۔ اگر کوئی پچھے گھر سے نکلے تو اسکے ماں باپ گھروالوں کو یہ یقین ہو کہ وہ کسی کی گولی کا نشانہ نہیں بنے گا کوئی اسکو غواہ نہیں کریگا تو overall situation میرے خیال میں بہت اچھی ہوئی ہے کوئی میں ٹارگٹ کنگ کے حوالے سے چاہے separast کے حوالے سے دیکھیں یا sectarian یا الحمد للہ بہت under-control ہیں اس میں بہت بہتری آئی ہے۔ تو انشاء اللہ دوستوں کا تعاون رہا ہماری کویشن گرمنٹ کی پہلی ترجیح امن و امان ہے۔ تو دوستوں کے تعاون سے ہماری کوشش ہو گئی کامیں مزید بہتری لائیں۔ اور ضرور کچھ واقعات ہوئے ہیں جو قابل نہ مت ہیں۔ جیسے ارباب صاحب کا واقعہ ہوا اس پر ہم سب کو افسوس ہے۔ ایک بڑی سیاسی اور قبائلی شخصیت ہیں تو اسکے لئے حکومت کی جتنی بھی efforts ہو گئی انشاء اللہ تعالیٰ ہم کریں گے۔ میں خاص کروزیری اعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں انہوں نے جس حوالے سے آپ کو پتا ہے۔ میں فلات کے حوالے سے میں بات کروں گا جہاں کچھ ہاتھ تھے جن سے میرے خیال میں نہ مانا تنا آسان نہیں تھا۔ لیکن الحمد للہ وفاق نے یا جو دارے تھے اُنکے تعاون سے فلات، خضدار اور وڈھ میں میرے خیال میں امن و امان کی حالت بہت بہتر ہوئی ہے۔ اور انشاء اللہ ہماری یہ کوشش ہو گی کہ overall بلوچستان کے حالات کو بہتر کیا جائے مہربانی۔

جناب اپیکر: thank you جی۔ میر عبدالکریم نوшیروانی صاحب۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: thank you جناب بادشاہ۔ اپیکر اسمبلی کا بادشاہ ہوتا ہے، مشکور ہوں آپکا sir۔ جناب اپیکر! میں نے ڈاکٹر عبدالمالک سے پہلے ہی دن کہا تھا کہ جب آپ منتخب ہوں گے یہ پھلوں کا ہار نہیں کانٹوں کا ہار ہے جو بلوچستان کے ممبروں نے آپ کے لئے میں ڈالا ہے۔ کچھ مسئلے ایسے ہیں جو ماضی کی حکومتوں میں ہوئے ہیں وہ بھی آپ کے کھاتے میں آگئے ہیں۔ میں نے شروع میں کہا تھا جناب! بلوچستان کے لوگوں کو ترقی کی بجائے، ترقی تو ہوتی رہیں گے وہ تو علاقوں میں جا کر ضرور کام ہو گا مگر سب سے پہلے اس وقت major subject بلوچستان میں امن و امان کا ہے جب تک امن نہیں ہو گا شانتی نہیں ہو گی ترقی ناممکن ہے کہ اس صوبے میں ہو۔ اس وقت امن و امان صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں پورا پاکستان اس وقت ڈھنگر دی کی لپیٹ میں ہے۔ اور ڈھنگر دی کی روک تھام کیلئے سب سے پہلے آپ مہربانی کریں، ایڈمنسٹریشن کے اندر reshuffling لا گئیں۔ پولیس، لیویز اور انتظامیہ کے اندر changes لا گئیں ان پر ذمہ داری ڈالیں اسمبلی کے ممبران جناب اپیکر! کلاشنوف اٹھا کر روڈوں پر تو کھڑے نہیں ہوتے۔ دوسرا یہ کہ بلوچستان کے عوام کو بھی چاہیے کہ ایڈمنسٹریشن، پولیس اور ملیشیا کے ساتھ تعاون کریں۔ ہم تو اداروں کی مخالفت کرتے ہیں کہ بھی ادارے

تعاون نہیں کرتے یہ ان چیزوں سے loose میں انہوں نے سب کچھ چھوڑا ہے۔ آپ ایک مہربانی کریں اُن ممبروں کو، جن جن علاقوں سے وہ تعلق رکھتے ہیں، اُنکا بھی فرض بنتا ہے کہ ہر ایک اپنے علاقے میں ہشتنگر دی، چوری چکاری اور انواع برائے تاوان کو کنٹرول کریں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ زیادہ ترامن و امان پر توجہ دیں اس لئے کہ اس وقت بلوچستان میں یہ پوزیشن ہے کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔ ملک میں مارشل لاء کیوں آتا ہے؟ اس لئے کہ لوگوں کا سکون چھن جاتا ہے لوگوں کو انصاف نہیں ملتا ہشتنگر دی عروج پر ہے۔ روز آپ اخباروں میں ٹی وی میں دیکھتے ہیں اس وقت ہمارے صوبے بلکہ پورے ملک میں ہشتنگر دی عروج پر ہے اس کو کنٹرول کرنے کیلئے اگر آپ نے اقدامات نہیں کیے تو صوبہ آپ کے ہاتھ سے نکل جائیگا اور لوگ روڈوں پر گاڑیوں کو لوٹتے آئینے گے جیسا کہ daily لوگ اغوا ہوتے ہیں بچیاں اٹھائی جاتی ہیں انکو قتل کر دیتے ہیں روڈوں پر گاڑیوں کو لوٹتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان میں جتنے صنعتکار تھے انہوں نے بلوچستان چھوڑ کر اپنا سرمایہ یہاں سے نکال کر دوسرے صوبوں میں چلے گئے اسلئے کہ بلوچستان پر وہ depend نہیں کر سکتے انکو یہاں protection نہیں ملتی۔ بلوچستان اس وقت خالی ہے یہاں یہ پوزیشن ہے میں اپنے حلقہ انتخاب خاران کا بتاتا ہوں کہ روزانہ پانچ پانچ دس دس موڑ سائیکلیں چوری ہوتی ہیں لوگوں کو قتل بھی کرتے ہیں دُکانیں لوٹتے ہیں ہم مفلوج ہیں ہمارا ہیڈ آپ ہیں یہ آپ کا کام ہے sir آپ اس چیز پر ایک قدم اٹھائیں کہ کس طریقے سے اسکو کنٹرول کرنا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس وقت جو تقيید کر رہا ہے اسکو تقيید کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اکیلا آپ نہیں ہم بھی مجرم ہیں عوام نے ہمیں اپنی protection اپنے تحفظ کیلئے ووٹ دیا ہے۔ یہاں اچھی تقریروں اور اچھی قراردادوں سے بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہم بھی مجرم ہیں صرف آپ پر اڑام نہیں لگاتے ہیں ماضی کی کچھ غلطیاں غلط پالیسیاں بھی آپ کے کھاتے میں آگئی ہیں۔ اس وقت آپ کے ساتھ تعاون کی ضرورت ہے ہمارا اور عوام کا تعاون آپ کے ساتھ ہے مہربانی کریں ایڈمنیسٹریشن میں اچھے لوگوں کو آگے لائیں پولیس کے اچھے لوگوں کو آگے لائیں انکو ذمہ داری دیں جس علاقے میں جس تھانے کے ایریا میں اگر کوئی واردات ہوئی وہ تھانیدار اس کا ذمہ دار ہے اس علاقے کا ڈی ایس پی ذمہ دار ہے اس ضلعے کا ڈی ایس ذمہ دار ہے۔ قلات اور خضدار میں اچھے افسروں کو لاائیں۔ خاران میں صرف ایک چیز، آج میں آپ کے توسط سے اس کو point out کروں گا جناب! ان سے سیاسی ہاتھ نکالیں۔ جب بھی کوئی واردات ہوتی ہے تو فوراً منستر صاحب کافون آتا ہے کہ یہ میرا ووٹ ہے اسکو چھوڑ دو ایم پی اے صاحب کافون آتا ہے کہ یہ میرا ووٹ ہے اسکو چھوڑ دو۔ تو کس طریقے سے آپ کنٹرول کریں گے۔ کنٹرول نہیں ہو گا sir۔ کنٹرول اس وقت ہو گا جناب اسپیکر! کہ ان سے سیاسی ہاتھ نکال دیں۔

پویس کے اندر سے سفارش کو ختم کر دیں انتظامیہ سے بھی سفارش کو ختم کر دیں پھر دیکھو تھا رے صوبے میں امن ہوتا ہے یا نہیں۔ بہت سے علاقوں میں، ہم انتظامی سیاست بھی کرتے ہیں انتقام بھی لیتے ہیں اس سے لوگ بدظن ہو جاتے ہیں۔ بھاشانی کی کتاب میرے پاس ہے ایوب کے دور میں سب سے پہلے بھاشانی نے یہ کتاب لکھی ”اگر علاقے کا بادشاہ حاکم اپنی رعایا پر ظلم کرے تو سب سے پہلے وہ اس حکومت کے خلاف ہوتی ہیں مزید اگر وہ ظلم ڈھالے تو مملکت کے خلاف ہوتی ہیں“۔ آج جب یہ پہاڑوں میں چلے گئے ہیں ملک کے خلاف ہیں آزادی اور علیحدگی مانگتے ہیں آپ نے اس چیز کو شروع میں کنٹرول نہیں کیا۔ پہلے تو حقوق کی بات تھی ہم نے نہیں سنی پھر امن کی بات تھی لوگ شانتی چاہتے تھے حقوق چاہتے تھے برابری کی بنیاد پر چاہتے تھے کہ ہمیں برابری کی بنیاد پر وہ ہم نے نہیں سنی۔ اب جب پانی سر سے گزر چکا ہے ابھی تو کہتے ہیں کہ ہمیں پاکستان کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو سارے ہمارے اپنے کردار تھے ہماری وجہ سے آج پاکستان میں یہ تحریکیں چل رہی ہیں۔ اگر شروع دن سے ہم اسکو کنٹرول کرتے، بلوچستان میں علیحدگی کی بات نہیں تھی برابری کی بات تھی بدستمی سے مرکز میں ایسی حکومتیں آتی ہیں وہ صرف اور صرف پنجاب تک محدود ہوتی ہیں یا سندھ اور خیر پختونخوا تک بلوچستان کو آج تک کسی نے response نہیں دیا ہے۔ یہ پہلے Lords House ہوتا تھا انکا بورڈ لگا ہوا تھا اب یہ Common House ہے۔ آپ مہربانی کر کے میدان میں آئیں امن و امان کے اوپر اقدامات اٹھائیں۔ بلوچستان کے لوگوں کو امن و شانتی کی ضرورت ہے مالک صاحب! ترقی تو ہوتی رہیں لوگ ترقی نہیں چاہتے امن اور شانتی چاہتے ہیں۔ کراچی ہم نہیں جاسکتے، پرسوں میں کراچی سے برقع پہن کر گاڑی میں سوار ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مجھے انغو کرے اس وقت یہ پوزیشن ہے۔ ایک چیز میں آپکے نوٹس میں لاتا ہوں اس وقت آپکے کوئی میں اٹھارہ لاکھ افغان مہاجرین settled ہیں یہ دودھ کے دھلے ہوئے نہیں ہیں ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو وہاں سے پیسے لیکر یہاں لوگوں کو مارتے ہیں اور یہاں سے پیسے لیکر وہاں جا کر تجزیب کاری کرتے ہیں مہربانی کر کے انکو واپس اگئی اپنی سر زمین میں دھکیل دو۔ اس وقت افغانستان اور پاکستان میں جنگ کی صرف بھی بنیاد ہے۔ میں انتہائی مشکور ہوں جناب اپسیکر صاحب! آپ نے مجھے موقع دیا۔ اور سب سے پہلے ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلے کو حل کر دیں یہ کانٹوں کا ہار ہے پھولوں کا نہیں بہت مہربانی مالک صاحب! انتہائی مشکور ہوں اپسیکر صاحب۔

جناب اپسیکر: آغازیاقت صاحب! Please take the floor! دوستوں نے ناموں کی فہرست پہنچ دی ہے اُسی کے مطابق بات کریں گے۔

آغازیں لیاقت علی: جناب اسپیکر! آپ کی بڑی مہربانی آپ نے مجھے موقع دیا۔ مجھ سے پہلے کچھ دستوں نے امن و امان پر بحث کی۔ جناب اسپیکر! الیکشن کے دوران ہم نے لوگوں سے دو، تین بڑے وعدے کیے۔ خاص کر ہماری کولیشن گورنمنٹ کی یہ دونوں پارٹیاں جو قوم پرستی کے نام سے مشہور ہیں۔ ہم نے سب سے پہلے امن و امان کا مسئلہ حل کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی اسکے بعد صحت، تعلیم اور روزگار کی۔ جناب اسپیکر! امن و امان کے حوالے سے، میں تھوڑا اس گورنمنٹ سے پہلے کے حالات آپ کو بتاؤں کہ ایک وہ وقت تھا جب مجھے خود گھر سے نکلتے ہوئے انوکھا کیا گیا۔ مجھے اس ہاؤس کے فنسرے انوکھا کیا تھا وہ وقت آپ یاد کریں اُس وقت کیا امن و امان تھا آج لوگ ادھر بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں کہ فلاں اس ہوا فلاں اس ہوا ہم بر قعے میں آ رہے تھے۔ اُس وقت کے منظر اسیں involved تھے یہاں سے ہم اپنی کلی کر بلائیں جاسکتے تھے اور سورج غروب ہونے کے بعد کوئی پشین سے کر بلائیں جاسکتا تھا۔ آج شکر ہے الحمد للہ جناب اسپیکر! میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ شام کو یہاں سے چن، ٹوب جاسکتے ہیں۔ پرسوں میرے دو بنیٰ کار موڑ میں چار بجے یہاں سے روانہ ہوئے رات بارہ بجے کراچی پہنچ کیا یہ امن و امان کی بھائی نہیں؟ جناب اسپیکر! 80% امن و امان بحال ہوا ہے یہ بالکل آپ admit کریں گے۔ اور اگر کچھ رہتا ہے تو اُس میں اور لوگ involved ہیں۔ آج میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ ارباب ظاہر کا سی کے ساتھ بالکل زیادتی ہوئی ہے ہماری پیشون روایت کے مطابق وہ ایک قبیلے کے نہیں ہمارے سارے پیشونوں کے ارباب تھے اُنکے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ 20 تاریخ کو ایک صوبائی مسئلہ کے حوالے سے چیف منڈر کی سربراہی میں وفد کیوں اسلام آباد جا رہا ہے؟ اسیں وہ لوگ involved ہیں جو نہیں چاہتے کہ یہاں امن ہوا اور یہ کولیشن گورنمنٹ کامیاب ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ارباب صاحب کے مسئلے میں ایسی involved ہے ایجنسیاں یہاں نے یہ کام کیا ہے۔ کیا آپ ایک گاڑی کو کسی بھی وقت اس روڈ سے جہاں سے ارباب صاحب کو اٹھایا گیا جب اسکے ٹیلیفون کو trace-out کیا جا رہا تھا تو وہ گاڑی کہاں گئی جناب کس علاقے میں گئی ٹیلیفون کس علاقے میں بند ہوا سب کو پتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اُس وقت انوکھا میں منڈر involved تھا آج ایجنسیاں ہیں۔ اور ہمارے چیف منڈر صاحب کی سُنی نہیں جاتی ہے۔ آج ہم فیڈرل گورنمنٹ کے پاس جارہے ہیں اس کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ آپکا مسئلہ ہے۔ پرانی مسئلہ تھا لیکن اسکو فیڈرل گورنمنٹ نہیں حل کرنا چاہتی ہے۔ سب کو پتا ہے کہ ارباب صاحب اس وقت کہاں ہیں۔ جناب اسپیکر! دوسری بات کی طرف آتا ہوں کہ federal involvement کے ساتھ ساتھ یہاں کچھ ایسے معروضی حالات ہیں جن کو ہماری گورنمنٹ

کوشش کر رہی ہے کہ حل کر دے۔ ہم نے کافی مسئلے حل کئے ہیں لیکن اس سلسلے میں چیف منٹر صاحب کو کچھ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ خاص کر میرے ڈسٹرکٹ میری constituency میں، اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ہم نے اس گورنمنٹ نے 80% تک امن و امان پر قابو پالیا ہے۔ لیکن اس وقت اگر تھوڑا بہت مسئلہ ہے یا تھوڑی بہت قتل و غارتگری ہوتی ہے وہ صرف پولیس ایریا میں ہے۔ ہم نے چیف منٹر صاحب سے کہا تھا کہ پولیس، ہمارے ایریا میں جب پولیس کی تعداد اچھی خاصی تھی تو وہاں جرام میں بڑی کمی آئی تھی لیکن موجودہ آئی جی صاحب نے ہماری تقریباً دوسو پولیس کو وہاں سے کوئی لے آئے۔ جب ہم نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا جی آپ کا ایک چھوٹا سا شہر ہے وہاں پولیس فورس کی اتنی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ جب میں اور سردار مصطفیٰ خان صاحب، ہم محرم کے مہینے میں اور باقی دنوں میں جلوس کے انسمیں کر رہے تھے تو ہم نے وہاں کے ڈی الیس پی اور ڈی آئی جی سے کہا کہ پیشین شہر کی تودیں گلیاں ہیں آپ ہر گلی میں آٹھ آٹھ، دس دس پولیس کی ڈیوٹی لگوالیں یہ کنٹرول ہو جائیگا۔ تو اسکا جواب تھا کہ جی ہمارے پاس تو پولیس کی نفری نہیں ہے۔ تو میری چیف منٹر صاحب سے گزارش ہے کہ حالات کو قابو کرنے کیلئے، جس طرح میرے معزز رکن نے کہا کہ آپ پولیس کو جو وہاں سے ہٹائی گئی ہے ان کو واپس بھیج دیں تاکہ حالات کنٹرول ہو جائیں۔ نمبر دو لیویز فورس کو فعال بنا دیں کیونکہ ہمارا تقریباً 80% ایریا لیویز کے کنٹرول میں ہے۔ لیویز فورس کیلئے کوئی ٹریننگ نہیں ہے نہ انکے پاس اچھے ساز و سامان ہے انکو مزید ٹریننگ، اسلحے اور گاڑیوں کی ضرورت ہے۔ ہمارا سارا علاقہ چونکہ لیویز فورس کے کنٹرول میں آتا ہے ان کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے ٹریننگ دینی چاہیے تاکہ علاقے میں رہی سہی کسر کنٹرول ہو۔ جناب اسپیکر! میں اس سلسلے میں آپکے توسط سے چیف منٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہم ہر مہینے ایف سی کو کروڑوں روپے payment کرتے ہیں کیا ہمیں اسکا کوئی result ملا ہے؟ نہیں۔ میرے خیال میں جو رقم ہم ایف سی پر ضائع کرتے ہیں اسکے بدلتے ہیں اگر ہم اپنی پولیس اور لیویز کو جدید خطوط پر استوار کریں اُن پر یہ رقم خرچ کریں تو ہمارے پاس اس سے اچھا result آیا گا کوئی پریشانی نہیں ہوگی کوئی چین نہیں ہوگی۔ یہاں سے پیش نہیں کیا جائے ایف سی والے روکتے ہیں اس طرف سے بھی اور واپسی پر بھی، ہر جگہ وہ عوام کو تکلیف دیتے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تو میری بھی گزارش ہے جناب! امن و امان کی صورتحال تقریباً اچھی ہے لیکن اگر اس میں مزید بہتری لانی ہے وہ اس صورت میں کہ پولیس کو واپس اپنا اسٹیشن بھیجا جائے۔ اور لیویز کو جدید خطوط پر ٹریننگ دی جائے اور انہیں جدید اسلحوں کا ٹریننگ فراہم کی جائیں۔ بڑی مہربانی جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you شکریہ۔ جی میڈم ڈاکٹر شمع احراق صاحب۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! ایک درخت سے ہزاروں ماچس کی تیلیاں بنائی جاتی ہیں پھر ایک ہی تیلی ہزاروں درختوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! کہنے کا مطلب یہ ہے میں سمجھتی ہوں اس وقت ماچس کی ایک تیلی ہماری یہ ڈیموکریٹک گورنمنٹ جو آج ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کی قیادت میں یہاں موجود ہے اور وہ درخت کرپشن ہے جو آج سے پہلے ہوتی رہی ہے۔ ہم یہاں لاءِ اینڈ آرڈر امن و امان کی خرابی کی بات کر رہے ہیں۔ کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج سے پہلے یہاں کیا ہوتا رہا ہے؟ امن و امان کی صورتحال اس نئی پر پہنچانے میں کن لوگوں کا ہاتھ ہے؟ کیا کبھی انکوسرا میں ملی ہیں؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا، میں یہ سمجھتی ہوں کہ سلطان سلیمان کا دور جب وہ حکومت کرتے تھے اور ملکوں کو بزرور طاقت بزرور شمشیر فتح کرتے تھے۔

جناب اسپیکر: اسکا مطلب ہے کہ آپ سلطان کی کہانی پروگرام میں دیکھ رہی ہیں، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: جی۔ اور پھر انکو جو سزا میں ملتی تھیں انکے گلوں میں طوق لٹکائے جاتے تھے انکو گڑے اور پتھر مارتے تھے۔ میں یہ سمجھتی ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ کرپشن کرنے والوں کو، امن و امان کی صورتحال کو بگڑانے والوں کو اگر ایسی سزا میں ملنی شروع ہو جائیں۔ ایک ایسے شخص کو سزا کے طور پر اس کے گلے میں طوق ڈال کر پورے بازار میں پھرایا جائے تو دوسروں کیلئے ایک بہت بڑی عبرت کا نشان ہو گا شاید پھر ہم ایسی غلطی نہ کریں۔ اگر ہمارا ضمیر زندہ ہے، ہم باضمیر ہیں تو یہ جو صورتحال ہے اس پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔ یہ بھی میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے پاس الہ دین کا چراغ بھی نہیں ہے کہ ہم اسکو گڑتے اور جن حاضر ہو جاتا اور ہم اسکو یہ حکم دیتے کہ ان صورتحال پر آپکو قابو پانا ہے، ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہماری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، کبوتر کی طرح اگر ہم اپنی آنکھیں بند کر لیں تو ساری دنیا سوئی نہیں ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ نوے دنوں میں کرپشن ختم ہو گی نہ بیس دنوں میں بجلی کا بحران ختم ہو گا۔ لیکن یہ میں ضرور کہتی ہوں کہ اس دور حکومت میں کرپشن نہیں ہوئی ہے۔ بہت سے علاقوں میں لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہوئی ہے ہمیں مسخ شدہ لاشیں ملنا کم ہوئی ہیں۔ آج میں افسوس کے ساتھ یہ بات کہتی ہوں کہ یہیں پر، پچھلے tenure میں ہم تھے۔ ہم یہی باتیں لے کے آتے تھے ہماری باتیں سنی بھی نہیں جاتی تھیں۔ ہمیں افسوس اس بات کا ہوتا تھا کہ جیسے ہی ہم امن و امان پر بات شروع کرتے تو اقتداروں اپنی کرسیوں سے اٹھ کے باہر چائے پینے کیلئے چلے جاتے تھے کیونکہ انہیں اس مسئلے سے کوئی سروکار نہیں تھا اُنکی گاڑیاں کالی گاڑیوں کے شیشے بھی کالے اور انکے چشمے بھی کالے تھے انکو نظر ہی نہیں آتا تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے ہمارے شہر میں کیا ہو رہا ہے انہیں ان چیزوں سے کوئی غرض نہیں تھا۔

آج تو میں یہاں بیٹھ کے دس پندرہ منٹ کلیئے یہ سوچ رہی تھی کہ چلو اچھا ہوا وہاں سے بھی یہ بات ہمیں سننے کو ملی کہ امن و امان کی صورتحال خراب ہے پانی اور بجلی نہیں ہے یہ ہورہا ہے وہ ہورہا ہے۔ دوسری بات جناب اپسیکر! پولیس اور لیویز کے حوالے سے ایک قرارداد پچھلے tenure میں بھی ہم لائے تھے بہت مشکلات سے کیونکہ اپوزیشن کی تعداد بہت کم تھی منظور نہیں ہوئی پھر دوبارہ ہم لے آئے مولانا واسع صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ہمیں یقین دہانی کروائی اور منظور کیا۔ پولیس میں بھی کرپشن کم نہیں تھی ہم یہ سمجھتے ہیں شاید انکی مراعات کم ہیں۔ کیونکہ اس دور حکومت میں پولیس تھی تب بھی زیادتیاں ہوتی تھیں ایک چھوٹی نوازاں نیدہ بچی کے ساتھ بھی زیادتی کی تھی پانچ سالہ بچی کے ساتھ بھی زیادتی کی تھی اسی پولیس نے۔ تو پھر ہم نے یہ کہا کہ لیویز فورس کو فعال کیا جائے انکی مراعات زیادہ کی جائیں انکی تشویشیں بڑھائی جائیں انہیں گاڑیاں اور ٹریننگ دی جائے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لیویز کا تعلق بلوچ اور پشتون سے ہے وہ اپنے علاقوں میں لوگوں کی زبانیں بھی جانتی ہے ہماری traditions ہمارے کلچر کو بھی جانتی ہے ہماری بات اچھی طرح سمجھتی ہے۔ تو جہاں لیویز تھی وہاں کرپشن کم تھی جہاں پولیس تھی وہاں کرپشن زیاد تھی۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہاں لیویز فورس کو بحال کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ ہزاروں عورتیں مرتی رہیں، بہت سی عورتوں پر تیزاب پھینکا گیا۔ بہت سی عورتوں کو جلایا گیا۔ بہت سے بچوں کو مارا گیا اُس دور حکومت میں کسی نے بھی آوازنہیں اٹھائی انکو 38 کروڑ ملتے رہے۔ لیکن آج تک ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ وہ پیسے امن و امان پر خرچ ہو رہے تھے یا کہیں اور پر۔ جناب اپسیکر صاحب! اُس وقت بھی ہم روتے تھے کہ خدارا! مت کرو ایک دن ایسا آیگا کہ جب ہماری گورنمنٹ آئیگی اتنی لوٹ کھسوٹ اتنی مارکھسوٹ نہیں کرو۔ اور کچھ نہیں تو جن کرسیوں پر آپ بیٹھے ہیں اس رزق کو حلال کرو۔ اُس وقت آپ امن و امان کی صورتحال پر نہیں بولنے تھے یہ اُس وقت کی گہڑتی ہوئی صورتحال ہے آج کی نہیں جو نجح آپ نے بیان تھا وہ تناور درخت بن چکا ہے اور آج ہماری شکل میں درخت کی صورت میں کھڑا ہے اسکو بھی اور کھاد آپ لوگوں نے مہیا کی تھی۔ تو امن و امان کی صورتحال جو گہڑی ہوئی ہے عورتوں کو مارا جا رہا ہے بچے اٹھائے جا رہے ہیں مسخ شدہ لاشیں ہیں پیر و زگاری ہے غربت ہے یہ سارا کچھ شروعات وہاں سے ہوئی ہے اب انہیں ٹھیک کرنے کے لئے ہمیں تھوڑا سا وقت چاہیے یہاں ہم تو یہ نہیں کہیں گے کہ ”کھل جاسم“، اور ایک گیٹ کھل جاتا ہے اور ہم اندر داخل ہو جاتے ہیں تو ایک خوبصورت صورتحال ہمارے سامنے آ جائیگی ان کو ٹھیک کرنے کے لئے کچھ وقت درکار ہے۔ میں یہ بات دعوے سے کہتی ہوں کہ کم از کم کرپشن نہیں ہو گی کیونکہ لا اینڈ آرڈر اور امن و امان کو بگاڑنے میں کرپشن کا ایک بہت بڑا role رہا ہے۔ آج آپ دیکھ لیں جناب اپسیکر! کہ جو کرپشن پہلے تھی C.M ہاؤس کے خرچے آپ دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر: آپ امن و امان پر آئیں نا۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: یہ سارا، کرپشن اور امن و امان پر ایک ہی بات ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: امن و امان اور کرپشن میں بڑا فرق ہے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اگدھے کوکان سے پکڑیں یادُم سے بات تو میں صححتی ہوں ایک ہی ہے پوری صورتحال کو توبہ کے سامنے لے کر آئیں۔ امن و امان کیسی بگڑی ہے؟ ظاہر ہے جب ہم کھاپی رہے ہوئے اپنی عیاشیوں پر جو پیسہ خرچ کر رہے ہوئے اور آج ہم نے جس چیز پر قابو پایا ہے، وہ بھی تو امن و امان پر ہی آتا ہے، وہ پیسہ وہ دولت وہ روپیہ کس کا ہے؟ میں صححتی ہوں عوام کا پیسہ ہے وہ انہی کے خزانے میں جانا چاہیے۔ بیروزگاری کا خاتمہ ہونا چاہیے ہمارے پچھے بیروزگار کب ہوئے یہ میں سوچنا چاہیے امن و امان کی صورتحال تو بگڑی ہوئی ہے اسکو ٹھیک کرنے میں تھوڑا وقت درکار ہوگا۔ اور میں یہ صححتی ہوں یہ ڈیکریک دور یا یہ مُڈل کلاس طبقہ جو تعلیم یافتہ طبقہ ہے یہ ان چیزوں پر نظر رکھا ہوا ہے۔ اور ہم یہ صححتی ہیں کہ جو واقعی مخدوش صورتحال ہے اُس پر قابو پانے کیلئے ہم سب کو اپنا role play کرنا ہے۔ صرف ڈاکٹر مالک صاحب یا زیارت وال صاحب کو نہیں یہاں ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ چاہے اُن کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یا یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم سب کو اپنا role play کرنا ہے۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! جس طرح یہاں کہا گیا کہ اغوا برائے توان۔ ہم صححتی ہیں واقعی یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ جب سے شروع ہوا ہے اُس وقت بھی کو نے عوامل اُنکے پیچھے تھے؟ جناب اسپیکر صاحب! ہمیں اُن عوامل کو دیکھنا چاہیے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ کہاں سے اسکی شروعات ہوئی ہے؟ کون اُنکے پیچھے تھے اور کون انکو support کر رہے تھے؟ پہلے ہمیں انکو پکڑنا چاہیے اسکے بعد اس صورتحال پر آنا چاہیے کہ کیسے اس میں بہتری لائیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب ہمیشہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے میں نے بھی اس سے رٹالیا ہے۔

مانا کہ اس زمین کو نہ گلزار کر سکیں

کچھ خار کم کر گئے گزرے جدھر سے ہم

شکریہ

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ عاصم کرد صاحب! تقریر کریں ناں ابھی نماز کیلئے بہت ثانیم ہے۔ چلیں، نہیں نہیں یہ بھی حقوق العباد میں آتا ہے کچھ کریں۔ اپنی ذات سے نکل کر سارے بلوچستان کی بات کریں چلیں تو صحیح۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: مولانا صاحب اور حاجی صاحب نے پہلے آپکو request کی۔

جناب اسپیکر: sir وقفہ کیا تو اگلے Saturday کو پہلے بحث ہو گی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: اسپیکر صاحب! نماز کیلئے وقفہ کریں پہلے بھی آپکو request کی ہے۔

جناب اسپیکر: جی؟ قائد ایوان نے بھی کہا اور میر عاصم کرد کو بھی ماشاء اللہ نماز پڑھنے کی جلدی ہے۔ تو ہم ایسا کرتے ہیں کہ بروز ہفتہ اٹھارہ تاریخ صبح گیارہ بجے اجلاس دوبارہ طلب کرتے ہیں۔ جن محکمین کی تقریریں رہ گئی ہیں وہ law and order پر دوبارہ تقریر کریں گے۔ رحیم زیارت وال، نواب محمد خان شاہوی، میر عاصم کرد گیلو، غلام دشمنی، جعفر خان مندو خیل، ڈاکٹر حامد اچنزا اور میدم حسن بانو یہ سارے آپکے ناموں کی list میں ہیں، اٹھارہ تاریخ صبح 11 بجے، انشاء اللہ۔

(اسمبلی کا اجلاس ایک بجکر چالیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

